SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, January 22, 2007

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House)Islamabad, at fifty five minutes past five in the evening with Mr. Presiding Officer (Dr. Khalid Ranjha) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتاً، بل احیاء عند ربهم یرزقون- فرحین بما اٰتٰهم الله من فضله ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بهم من خلفهم اَلاَّ خوف علیهم ولا هم یحزنون- یستبشرون بنعمة من الله وفضل وان الله لا یضیع اجرالمؤمنین- الذین استجابوا لِلّٰه والرسول من بعد مآ اصابهم القرح، للذین احسنوا منهم واتقوا اجر عظیم-

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, January 22, 2007

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House)Islamabad, at fifty five minutes past five in the evening with Mr. Presiding Officer (Dr. Khalid Ranjha) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً، بل احیاء عند ربھم یرزقون- فرحین بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم الاّ خوف علیھم ولا ھم یحزنون- یستبشرون بنعمۃ من اللہ وفضل وان اللہ لا یضیع اجرالمؤمنین- الذین استجابوا لِلّٰہ والرسول من بعد مآ اصابھم القرح، للذین احسنوا منھم واتقوا اجر عظیم-

ترجمہ۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مرے ہوئے نہ سمجھنا (وہ مرے ہوئے نہیں ہیں)۔ بلکہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں اور ان کو رزق مل رہا ہے۔ جو کچھ اللہ نے ان کو اپنے فضل سے بخش رکھا ہے اس میں خوش ہیں اور جو لوگ ان کے پیچھے رہ گئے اور (شہید ہو کر) ان میں شامل نہیں ہو سکے ان کی نسبت خوشیاں منا رہے ہیں کہ (قیامت کے دن) ان کو بھی نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔ اور اللہ کے انعامات اور فضل سے خوش ہو رہے ہیں اور اس سے کہ اللہ مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ جنہوں نے باوجود زخم کھانے کے اللہ اور رسول (کے حکم) کو قبول کیا۔ جو لوگ ان میں نیکوکار اور پرہیزگار ہیں ان کے لیے بڑا ثواب ہے۔

سورۃ آل عمران (169-172)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایک منٹ۔ میں leave applications پہلے پڑھ لوں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: ایک منٹ سے پہلے والی بات ہے۔ یہ ایک منٹ والی بات نہیں ہے۔ جناب دو مساجد گرائی ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میرا خیال تھا کہ leave applications پہلے لے لوں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: جناب یہ زیادہ ضروری ہے۔ دو مسجدیں گرائی گئی ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد حزب اختلاف): جناب میرا بھی بہت اہم مسئلہ ہے۔ ابھی خواتین پر تشدد ہوا ہے۔ آپ ایک ایک کر کے تمام points لے لیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : ٹھیک ہے but from which point we start.

(مداخلت)

Senator Abdul Rahim Khan Mandokhel: Point of order.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : میاں ربانی صاحب پہلے کریں گے یا مندوخیل صاحب پہلے کریں گے ؟

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب والا قواعد کے مطابق کارروائی چلانی چاہیے ۔ جناب والا points of order یہ zero hours میں ہونے چاہییں ۔ اب یہ اس طرح اگر آپ لیں گے ، تو سینیٹ کے قواعد کے مطابق کارروائی ہمیشہ کے لیے دفن ہو جائے گی ۔ آپ مہربانی کریں ۔ اگرچہ points of order ہمارے ہیں لیکن جناب والا adjournment motions ہیں ۔ یہ rules کے مطابق لینے چاہییں۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو : آپ مہربانی کریں ۔ آپ اجازت دیں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : میں نے اجازت بالکل نہیں روکی ہوئی ۔ یہ آپ کا باہمی مسئلہ ہے ۔ ابھی آپ فیصلہ کر لیں ۔ میں اس کے مطابق عمل کروں گا۔

سینیٹر میاں رضا ربانی : میری بات سنیں ۔ مندوخیل صاحب سے بات ہوئی ہے ، یہ تین چار points of order ہیں ، جو بڑے essential ہیں ، آپ وہ لے لیں اور اس کے بعد جو agenda ہے privilege motions ہیں adjournment motions ہیں اور Bills

ہیں۔ وہ لے لیجیے ۔ ابھی تو چھ بجے ہیں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت ٹائم ہے ۔ ٹائم کی بات نہیں ہے ۔ بات تو جیسے مندوخیل صاحب کہہ رہے ہیں---

سینیٹر میاں رضا ربانی: میری ان سے بات ہو گئی ہے ۔ یہ تین چار اہم points ہیں' یہ آپ لے لیجیے ' پھر اس کے بعد agenda پر چلے جائیے ۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے۔

It is a private members' day, it isupto you میرا کوئی مسئلہ نہیں ہے ۔ جیسے آپ فرماتے ہیں ۔ فیصلہ یہ ہوا ہے کہ چونکہ points of order کی بات ہو رہی ہے ' چار پانچ ادھر سے آ رہے ہیں ۔ چار پانچ ادھر سے بھی ہیں ' ٹھیک ہے پھر we will go on to the business. جی جناب رضا ربانی صاحب ۔

POINTS OF ORDER

RE:ARREST OF LADY POLITICAL WORKERS

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کے توسط سے یہاں پر وزراء جو بیٹھے ہوئے ہیں اور بالخصوص Minister of Interior کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آج تقریباً ۴ بجے ریگل چوک کراچی پر PPP کی خواتین ونگ نے ایک پر امن مظاہرے کی کال دی تھی' چیف منسٹر سندھ کے نازیبا الفاظ کے خلاف جو انہوں نے پارٹی کی چیئرپرسن اور پارٹی کے

شہید چیئرمین کے لئے مختلف اوقات میں استعمال کئے۔ دوپہر سے پولیس نے اس علاقے کو cover کر لیا اور پولیس کی ۵۰ یا ۶۰ موبائلز نے ریگل چوک کا محاصرہ کیا اور جیسے جیسے ایک، ایک، دو، دو، اور تین، تین خواتین مظاہرے کے لئے آتی گئیں، اس سے پہلے کہ وہ مظاہرہ کرتیں وہیں سے، جیسے ہی وہ آتی جا رہی تھیں، ان کو arrest کر لیا گیا۔ یہاں تک کہ ان کے ساتھ جو بچے تھے ان کو بھی حراست میں لے لیا گیا۔ ابھی اس وقت تک ۵۰ یا ۶۰ سے زائد خواتین کراچی کے مختلف تھانوں میں بند ہیں۔ یہ سلسلہ ابھی تک وہاں پر جاری ہے کیونکہ پولیس کے چھاپے اور پولیس کی کارروائی گرد و نواح کے علاقے میں چل رہی ہے۔

لہٰذا، جناب چیئرمین صاحب! میں یہ بات بڑے واضح الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن کو ہراساں کرنے کے لئے یہ اوچھے ہتھکنڈے استعمال کئے جا رہے ہیں، کبھی PML(N) کے workers کو arrest کیا جاتا ہے، کبھی صوبہ بلوچستان میں political workers کو arrest کیا جاتا ہے، جس طرح اختر مینگل کو arrest کرکے courts کے اندر رسوا کیا جا رہا ہے، یہ ایک سلسلہ political victimization کا شروع ہو چکا ہے۔ میں آپ کے توسط سے، یہاں پر منسٹر صاحب بیٹھے ہیں، ان سے request کرتا ہوں کہ جب تک House چل رہا ہے، وہ ذرا جاکر صورتحال کا پتا کریں اور آکر House کے اندر بتائیں کہ جب خواتین وہاں پر پرامن تھیں اور ابھی مظاہرہ شروع بھی نہیں ہوا تھا۔ جیسے جیسے خواتین آتی گئیں ان کو arrest کر لیا گیا، ان کے بچوں کو بھی ان کے ساتھ arrest کرکے مختلف تھانوں میں رکھا ہوا ہے۔ کسی کو بھی ان کے whereabouts کا پتا نہیں ہے۔ ایک طرف سے State خود kidnapping of citizens کے اندر ملوث ہے۔ اب وہ دائرہ کار political workers سے بڑھ کر خواتین کی طرف بھی آ گیا ہے۔

ہم یہ بات بڑے واضح الفاظ میں کہنا چاہتے ہیں کہ اگر یہ سلسلہ جاری رہا اور خواتین کو release نہیں کیا گیا تو پھر جو ذمہ داری ہوگی وہ وہاں کی حکومت پر عائد ہوگی۔ پھر یہ نہ کہا جائے کہ وہاں پر صورتحال خراب ہوئی ہے۔ ہم اس arrest کو، اس کارروائی کو اور یہ جو ریاستی political victimization کی ایک policy بنتی جا رہی ہے اس کی سختی کے ساتھ مذمت کرتے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے ایک بار پھر Minister صاحب سے request کروں گا کہ وہ پتا کریں اور آکر House کو بتائیں کہ کیا صورتحال ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا: پہلے ممبران بات کر لیں۔

(مداخلت)

سینیٹر الیاس احمد بلور: Interior Minister صاحب تشریف رکھتے ہیں وہ پہلے جواب تو دیں۔ باقی پتا بعد میں کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایک منٹ آغا صاحب۔ جناب مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب یہ سارے Points of Order کرنے ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: لیکن اگر آپ کہیں گے تو ہم انشاء اللہ جواب دیں گے۔ ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ ایک ایسا issue ہے جس پر ہمیں restrain show نہیں کرنا چاہیے۔

سینیٹر کامل علی آغا: جی بالکل جی۔ منسٹرز بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ سارے Points of Order کر لیں۔ کچھ Points of Order کے Ministry of Interior ہوں گے، کچھ ہمیں جواب دینے ہوں گے۔

Mr. Presiding Officer: Issue relates to freedom of person and I think the government should come forward.

RE: ABDUCTION OF A SENIOR JOURNALIST FROM PESHAWAR

سینیٹر اسفند یار ولی: جناب چیئرمین! میں موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہ کامل علی آغا صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، if I could have the attention of Agha Jee جناب آج کوئی بارہ سوا بارہ بجے میں اسلام آباد ٹول پلازہ پہنچا، میرے آگے کوئی سات آٹھ گاڑیاں تھیں، ہر ایک سے پیسے لے کر کسی کو رسید نہیں دی جا رہی تھی۔ میں جب وہاں پہنچا تو مجھ سے بھی پیسے لئے، وہ بندہ کہتا ہے جاؤ، میں نے کہا نہیں رسید دو۔ کہتا ہے جاؤ میں نے کہا نہیں رسید دو۔ کہتا ہے تم جاؤ میں نے کہا ویسے میں نے جانا نہیں۔ میں نے کہا رسید دو، وہاں پر جناب جو official بیٹھے تھے ان کے پاس میں گیا کیونکہ بندہ جو رسید دے رہا تھا وہ کہتا ہے انہوں نے ہمیں کہا ہے کہ تم رسیدیں نہ دو۔ So this is the fact. میرا Point of Order کچھ اور ہے لیکن آپ کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے

if you could please check this up, sir my Point of Order relates to the abduction of a very senior journalist from Peshawar Syed Qalandar Bakht.

جناب! پندرہ سولہ دن ہو گئے کہ وہ بیچارہ غائب ہے بمع ایک ساتھی کے۔ کسی کو کچھ پتا نہیں کہ کس کے پاس ہے کس کے پاس نہیں۔ آپ نے شاید اخبارات میں دیکھا ہو گا جناب پورے صوبے میں journalists سب شور مچا رہے ہیں۔

Through you and through the floor of this House sir my request

یہ ہو گی یہاں Federal Government سے اور جو ہمارے Provincial Government کے سینئر بندے جو یہاں بیٹھے ہیں ان سے بھی، to please ensure کہ جلد از جلد سید قلندر کو

بازیاب کرائیں۔ آپ اپنا role play کریں ، پروفیسر صاحب اور ان سے میری گزارش ہو گی کہ یہ اپنا role play کریں۔ کیونکہ کوئی تقریباً پندرہ بیس دن ہونے کو ہیں۔ He is a very senior journalist وہ غائب ہے۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: جناب ڈاکٹر عبدالمالک۔

RE: RECOVERY OF POLITICAL WORKERS IN BALOCHISTAN

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: شکریہ۔ آپ چیئرمین صاحب ، معزز اراکین روزانہ دیکھتے ہیں کہ اخبار میں بلوچ بچیاں ان کی مائیں، ان کی بہنیں چھوٹے چھوٹے playcardاٹھائے ہوئے ہیں، پریس کلبوں کے سامنے احتجاج کر رہی ہیں کہ ہمارے عزیزوں، ہمارے دوستوں اور ہمارے رشتہ داروں کو سرکار نے اغواء کیا ہے ان کو بازیاب کیا جائے۔ جناب چیئرمین! بلوچستان سیاسی کارکنوں کے لئے Black hole بن گیا ہے اور جو بھی سیاسی کارکن اس dictator کی مخالفت کر رہا ہے وہ غائب ہو رہا ہے ۔ پچھلے دنوں ہمارے ایک سینئر دوست BNM کے President غلام محمد بلوچ اور JWP کے کارکن شیر محمد کو کراچی میں اغواء کیا گیا ۔ اس پر بطور احتجاج جب تربت، مند میں خواتین نے جلوس نکالے تو ان کی بے حرمتی کی گئی۔ ان کو مارا گیا ان کو پیٹا گیا اور جو کچھ اختر مینگل کے ساتھ ہو رہا ہے یا حبیب جالب ایک سابق سینیٹر وہ بیماری کی حالت میں ہیں، جب تک court نے اس کی shifting کے order نہیں کئے مقامی حکومت نے اس کو shift نہیں کیا ، اس کی حالت انتہائی خراب ہے۔ اس وقت وہ CMH میں پڑا ہوا ہے۔

میں اور مزے کی بات آپ کو بتاؤں جنرل صاحب، ہمارا ایک دوست ہے، شاعر ہے جو بلوچی کا غالب ہے۔ وہ پچھلے تین مہینے سے اس لئے جیل میں پڑا ہوا ہے کہ اس نے بلوچ اور بلوچستان پر ایک شعر کہا ہے۔ اس سے زیادہ بڑا المیہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ تین مہینے سے ایک قاضی مبارک۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: کیا شعر ہے وہ، کیا شعر ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: شعر بلوچی میں ہے وہ ڈاکٹر صاحب کو سمجھ میں نہیں آتا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ترجمہ بھی کر دیں۔ ساتھ 'ایویں' نہ کرتے جائیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: حالانکہ وہ Fishery میں گریڈ اٹھارہ کا ملازم ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ڈاکٹر صاحب آپ نے ساری تقریر ضائع کر دی ہے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں ہم ان کو تحفظ دیتے ہیں۔ آپ یہ سنا دیں ہم انہیں تحفظ دیتے ہیں۔

(قہقہے)

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: اس کا مطلب ہے کہ کوئی گھر میں ---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شعر ہے نہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب! آج جو وہاں پر صورت حال ہے ---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کہتے ہیں کہ اس کے بغیر آپ آگے نہیں چلیں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک۔ میں یہی کہوں گا کہ اگر اس ملک میں شاعر شعر کہنے پر جیل جائے، سیاستدان اور سیاسی ورکرز آمروں کے خلاف جدوجہد کرتے جیلوں میں جائیں اور یہاں پر ان کے جو نکری سپاہی بیٹھے ہوئے ہیں ڈاکٹر صاحب کی شکل میں، -----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: تو پتا ہے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں کہ یہ جالب والا شعر کہہ دیں تو لاڑکانہ چلو، یا تھانے چلو۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: اس کے شعر کو میں نہیں سناؤں گا البتہ میں شیخ صاحب کا شعر سناؤں گا۔ ---

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک۔ میں اس کا شعر بلوچی میں سناؤں گا۔ (بلوچی میں شعر سنایا

گیا)

آپ کو کیا پتا ہے کہ میں نے کیا بولا ہے ۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ : جناب والا!--

Mr. Presiding Officer: Mr. Kamran Murtaza Sahib, decision was that we will go by the queue.

اب آپ کو کیا جلدی ہے۔ آپ نے خود فیصلہ کیا ہے اگر آپ نے جانا ہے تو پھر چلے جائیں۔

(مداخلت)

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, sir, can I have your attention.

سینیٹر میر ولی محمد بادینی : جناب والا! میں نے ہاتھ اٹھایا تھا۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر : آپ نے کب اٹھایا تھا اور کس پر اٹھایا تھا؟

(مداخلت)

سینیٹر گلشن سعید : جناب والا! serious بات ہے۔ آپ سنیں ذرا۔ Please ان سے کہیں کہ اس بات کا ثبوت دیں کہ وہ ایک شعر پر جیل چلے گئے ۔ وہ یہ شعر سنائیں ورنہ ہم نہیں مانیں گے کہ ایک شعر پر کوئی جیل جا سکتا ہے۔

Mr. Presiding Officer: Mr. Raza, do you want to change the policy?

Sentor Mian Raza Rabbani: Sir, I do not want to change the policy, I just want to draw your attention to the facts. Mr. Chairman, you are an eminent jurist yourself, You have remained the President of Bar Associations. You have always supported the human rights...

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر : آپ مجھے کیوں مروانا چاہتے ہیں۔

(قہقہے)

Senator Mian Raza Rabbani: No, sir you have always support for the human rights and therefore, when the Treasury Benches make a mockery of an issue which is of the prime importance, where even today at this moment, women and children are sitting in the cold outside the Parliament House, with photographs of their near and dear ones who have been kidnapped by the State and the Government in this regime. The Treasury Benches are so callous that they tend to make a mockery out of this fact. Mr. Chairman, sir I would have expected that you would have reprimanded and passed stricture to those ministers who are trying to trivialise this issue. Mr. Chairman, this is the matter of grave national importance. It is a matter where daily, Article 10 of the Constitution is being violated by the Government. It is a matter where daily, human rights of the citizens of Pakistan are being trampled upon by the State and today the functionaries of this Government have audacity to sit in and rather they mock on that issue. Mr. Chairman, I would have expected and I still expect this from you sir.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نیازی صاحب! آپ نے ہاتھ اٹھایا تھا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور)۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
ہمارے معزز لیڈر آف دی اپوزیشن نے ایک بڑا خوبصورت لفظ شروع ہی میں استعمال کیا کہ
"mockery" اب mockery ہم میں نہیں ہے بلکہ ان میں ہے کیونکہ they have brought
those people before the Parliament. جب، کہ مسئلہ Supreme through *suo moto*
Court of Pakistan has taken and they are proceeding against----

(Interruption)

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: No, they have brought them to highlight....

Mr. Chairman: No cross talk, please.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: You should listen with patience.

Senator Mian Raza Rabbani: When the matter is related to Interior Minister then why should he stand up. Interior Minister should be in the House. Why is he standing?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Because I am next to Prime Minister here and I am a Minister of Parliamentary Affairs.

(Interruption)

Mr. Presiding Officer: Let us keep the rapport in the House.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: آپ بیٹھ جائیں۔ مجھے بات کرنے دیں۔

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: آپ بیٹھ جائیں تو بہتر ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: نہیں بیٹھوں گا تو پھر کیا ہوگا؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں، کچھ نہیں ہوگا۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: یہ جو کہہ رہے ہیں کہ بیٹھ جائیں تو بہتر ہوگا۔ ورنہ یہ کیا کریں گے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کچھ نہیں کریں گے۔

We all have a right of speech.

(مداخلت)

Senator Mian Raza Rabbani: We have a right of speech but

he can't give threats to me.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Mr. Chairman, he did his speech.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, it is not a question of doing a speech, it is a question that no member can be given a threat on the floor of the House and I take strong exception to the Minister giving a threat on the floor of the House.

Mr. Presiding Officer: It was not a threat. I assure you, it was not threat.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: He is trying to able that thing that they break the.........

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: میرا خیال ہے آپ بھی ذرا ماحول ٹھیک رکھیں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: This is a mockery which is being displayed by them......

Senator Mian Raza Rabbani: He is the biggest mockery.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: ...Rather than the government, they bring them here, *suo motu* Supreme Court of Pakistan has taken the notice of it and they are tackling it, the recovery is being done and why itis going on, just to magnify themselve that they support those people. Yesterday, I looked it in the paper and one of the big leader, so called, hewas not at all sitting among those people to have a photograph but just to magnify himself that he is very sympathetic and he is the saviour of these people, they just make a fun of it, they are doing the mockery not the government of Pakistan, and the people of Pakistan that's why I

say...

(Interruption)

Mr. Presiding Officer: Let's not ....

Senator Mian Raza Rabbani: That the Ministry of Interior has no jurisdiction........

Mr. Presiding Officer: Let's not quote him.

Senator Mian Raza Rabbani: This is shameful position. What are we talking about.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: That is a shameful position for those who have brought them here and they are the people who have brought them here.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ان کو بات مکمل کرنے دیں۔ پھر آپ کی باری ہے۔ جی۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! سینیٹ ، پارلیمنٹ اس ملک کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ جو بھی ہمارے ملک میں مسئلہ ہوگا اس پارلیمنٹ کے سامنے لوگوں نے آنا ہے اور یہ کسی کی بات نہیں ہے کہ فلاں لایا ہے یا فلاں لایا ہے۔ آج جن لوگوں کو قید کر رکھا ہے ان کے بچے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں انہیں یہاں ہونا چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میں گزارش کرتا ہوں

lets try and preserve the sanctity of this House, emotions of course do flareup آدمی جذباتی ہو جاتا ہے لیکن میری آپ سے بڑے ادب سے گزارش ہے، آپ سب مجھ سے senior ہیں let's preserve the sanctity of the House.

Senator Asfandyar Wali : Sir, I am on a point in support of what you are saying.

Mr. Presiding Officer: Please.

Senator Asfandyar Wali : Emotions, have got to be controlled but I think, you Mr. Chairman sir, will agree with me, it is the powerful who have to be magnanimous. The weaks, we don't have any other option but to be magnanimous

اب ان کو ذرا یہ فراخدلی دکھانی چاہیے۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ ہم پختونوں کی اردو ذرا کمزور ہے لیکن

وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

ہم آہ بھی بھرتے ہیں تو ہوجاتے ہیں بدنام

ہمیں یاد تو کرلینے دو اس floor پر۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ہمیں اس بات کا اقرار کرلینا چاہئیے کہ پروفیسر صاحب بیٹھے ہوں، جس طرف مرضی وہ بیٹھے ہوں ان کا درمیان میں بڑا پن ہے۔ میں اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ ادھر بڑا پن بہت ہے۔ آج ہمیں بڑا پن show کرنا چاہیے۔ کلثوم پروین صاحبہ! آپ کچھ کہنا چاہ رہی تھیں۔

سینیٹر اسفند یار ولی: بے شک اب بڑا پن سامنے آجائے گا۔

RE: DEMOLISHING OF MOSQUES BY CDA

سینیٹر کلثوم پروین: جناب والا! میرا point of order CDA سے متعلق ہے۔ یہاں CDA نے مسجد امیر حمزہ کی چاردیواری شہید کی۔ جناب! کیونکہ یہ محرم کا مہینہ ہے اور اس مہینے میں ویسے بھی ساری دنیا کے مسلمان قدرتی طور پر جذباتی ہوتے ہیں۔ اس وقت ایک ایسے مسئلے کو کھڑا کرنا جس میں نہ صرف مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوں بلکہ لوگوں کو خواہ مخواہ ایک ایسے مسئلے کی طرف لگا دینا، ایک لڑائی کی صورت میں لگا دینا مناسب نہیں۔ جناب! اگر وہ عمارت غیر قانونی طور پر تعمیر ہے تو اس پر بیٹھ کر بات چیت ہونی چاہیے اور علاقے کے جو علماء ہیں ان سے رائے لینی چاہئیے تاکہ ایک مسلمان ملک میں اگر کوئی issue اٹھتا ہے تو یہ سب سے بری بات ہے۔ ہمیں بیٹھ کر، مل جل کر مسئلے کو حل کرنا چاہیے۔ جناب والا! اسلام آباد

میں ایسے گھر ہیں جن کو commercialize کیا گیا ہے ' کئی farm houses ہیں جو farms کے لیے دیے گئے تھے وہاں پر کوٹھیاں بنی ہوئی ہیں۔ اگر ایک مسجد ایسی بنی ہوئی ہے تو اس پر بیٹھ بات چیت کرنی چاہیے۔ اس طریقے سے مساجد کو شہید کرنا سراسر ناجائز ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : کامران مرتضٰی صاحب۔ آپ کے منہ سے انہوں نے الفاظ چوری کر لیے۔

سینیٹر کامران مرتضٰی : میرے الفاظ انہوں نے چوری کر لیے' میری بہن ہیں کوئی بات نہیں ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ جو بچے باہر بیٹھے ہوئے ہیں میں ان کے حوالے سے بات کروں گا۔ شکر ہے کہ آج تو پھر باہر بیٹھے ہوئے بچوں میں کسی کے کپڑے نہیں اتارے گئے۔ اگر وہ جی ایچ کیو جا رہے ہوتے تو ان کے کپڑے اتارے جاتے۔ 29 دسمبر کا اخبار "ڈان" ہم نے ریکارڈ پر رکھا ہے' اس دن ابن مسعود کی شلوار اتار دی گئی تھی جب وہ جی ایچ کیو جا رہے تھے ۔ آج پھر شکر کریں رضا ربانی صاحب تو خواہ مخواہ اس پر احتجاج کر رہے ہیں' آج ان کی شلوار تو کم از کم پارلیمنٹ کے سامنے بچی ہوئی ہے ورنہ تو شلوار اتار دیتے۔

میرا اصل مسئلہ دو مسجدوں کا تھا ' میری بہن نے یہ point out کیا ہے اور میرا خیال ہے اس مسئلے پر جب ہم باہر جائیں گے تو وہ بھی ہمارا ساتھ دیں گی ۔ جناب والا! دو مسجدیں ہیں ایک اسلام آباد ہائی وے پر ہے اور دوسری مری روڈ پر ہے۔ یہ مملکت خداداد پاکستان ہے ۔ جب سے ہم پیدا ہوئے ہیں مملکت خداداد پاکستان سنتے آئے ہیں ' کہتے ہیں اور دیکھتے بھی آئے ہیں ۔ اس میں وہ مسجدیں جو پاکستان کی creation سے پہلے سے اس جگہ پر موجود تھیں' ان دو مسجدوں کو ہفتے کے روز سی ڈی اے اور مقامی انتظامیہ نے گرایا ہے۔ وہ اس حد تک نہیں رک رہے بلکہ وہ intended ہیں کہ دس مزید مسجدیں گرائی جائیں ۔ جامعہ فریدیہ کو گرانے کا بھی ان کا پروگرام ہے اور اس کو انہوں نے security threat کے نام پر گرانا ہے کہ یہ security threat ہے ۔ اگر اس ملک میں مسجدیں security threat ہونے لگ گئیں تو پھر اس ملک کا خدا حافظ ہے ۔ ہم اس ملک سے ' معذرت چاہتا ہوں' بیزار ہیں۔ اگر security threat کے نام پر آپ مسجدوں کو گرانے لگ جائیں ' یہ 21st January 2007 کا

"Daily Times" آپ نے بھی پڑھا ہوگا ' اس کو ریکارڈ پر رکھ لیجیے اور صرف ریکارڈ پر ہی نہ رکھیے وزیرمملکت صاحب بیٹھے ہیں' ان سے اس کا جواب بھی پوچھ لیجیے کہ ان دو مسجدوں کو جو گرایا گیا ہے آیا یہ security threat ہیں۔

دوسری بات انہوں نے کہا تھا کہ کوئی encroachment کا مسئلہ ہے ۔ Encroachment کا مسئلہ تھا تو اسلام آباد میں دس ہزار اور جگہوں پر encroachments ہوئی ہیں اور یہ تو encroachment ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ پاکستان بننے سے پہلے یہ مسجدیں بنی ہوئی تھیں۔ اس پر جواب دیا جائے ورنہ ہم لوگ باہر جائیں گے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں' آپ باہر نہیں جائیں گے۔ بات ہوگئی ہے۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: پہلے اس بات کا جواب دیا جائے ورنہ ہم اس سیشن کو attend نہیں کریں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وزیر صاحب ' سب points of order کا اکٹھا جواب دیں گے۔ بابر خان غوری۔

سینیٹر بابر خان غوری (وفاقی وزیر برائے بندرگاہیں و جہاز رانی): جناب چیئرمین! یہ بڑا غلط تاثر دیا جا رہا ہے ۔ میرے معزز اراکین اپوزیشن بھی یہ فیصلہ کریں الحمد للہ ہم سب مسلمان ہیں ' کسی کے ذہن میں یہ بات نہیں ہے لیکن کیا مذہب میں کہیں شرعاً جائز ہے کہ ناجائز جگہ پرمسجد بنائیں ' کیا مذہب میں کوئی ایسی چیز allowed ہے ۔ ابھی اسلامی نظریاتی کونسل نےایک چیز پر فیصلہ دیا ہے کہ کسی ناجائز جگہ پر قبضہ کرکے مسجد نہیں بنائی جا سکتی۔ پورے پاکستان میں ایک طریقہ کار چل نکلا ہے' جگہ جگہ پر قبضہ کرکے مسجدیں صرف ایک مقصد کے لیے بنائی جاتی ہیں۔ بعد میں وہاں صرف ایک فیملی کے لیے دکانیں اور مکان بنائے جاتے ہیں۔ تمام ممبران سے میری گزارش ہے کہ اس بات کو support کریں کہ یہ غیر قانونی کام نہیں ہونے چاہئیں ۔ اگر وہ پاکستان بننے سے پہلے کی مسجدیں تھیں تو اسلام آباد تو تھا ہی نہیں تو اسلام آباد میں یہ مساجد کہاں سے آ گئیں جو یہ بات کر رہے ہیں ۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر مساجد بنتی ہیں تو اس کے لئے حکومت کو چاہیے اور ہم

بھی یہ بات کہہ رہے ہیں کہ ہم یہ facilities دیں گے اور support کریں گے کہ ایک legal طریقے سے جگہ مختص کی جائے جہاں پر ہم عبادت کر سکیں۔ ہم سب اپنا فرض پورا کریں گے لیکن آج اس ہاؤس کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ یہ جو غلط روایت پاکستان میں پڑ گئی ہے کہ جہاں دل چاہے قبضہ کیا اور وہاں پرمسجد بنادی۔ اس طرح مسجد کو بھی بدنام کیا جاتا ہے اور اسلام کو بھی بدنام کیا جاتا ہے اور لوگ باتیں بناتے ہیں اور جو لوگ ان میں عبادت کرتے ہیں وہ یہ feel کرتے ہیں کہ کیا قبضے کی جگہ پر عبادت جائز ہے یا جائز نہیں ہے۔ لہٰذا میری گزارش ہے کہ ایسی چیزوں کو سیاسی issue نہ بنائیں بلکہ حکومت کو support کریں اور آپ بھی نشاندہی کریں کہ بھئی فلاں فلاں مسجد ناجائز بنی ہوئی ہے اور یہ کہیں بھی نہیں تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد نبوی کا مسئلہ آیا تھا تو اس وقت بھی payment کی گئی تھی دو یتیم بچوں کو۔ اس وقت مسلمانوں کے پاس اتنا پیسہ نہیں تھا، اس وقت جو ہمارے رہنما تھے، جو ہمارے صحابہ کرام تھے، جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تھے، کسی کے پاس پیسہ نہیں تھا لیکن کسی نے بھی زبردستی نہیں کی اور اس زمین کی رقم ادا کرکے پھر مسجد بنائی ہے۔ اگر اسلام میں کہیں ایسی روایت موجود ہے تو آپ کو چاہیے کہ وہ پیش کریں ورنہ جو اسلامی طریقہ کار ہے، جو ہمارے مذہب میں ہے، اس کے مطابق مساجد بننی چاہئیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب چیئرمین! ایک بات بڑی اہم ہے، سرکاری جگہ پر مسجد بنانا جائز نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسجد گروا دی تھی۔ آپ علماء ہیں، آپ ہمیں guide کریں کہ کیا حکومت کی جگہ پر ناجائز طور پر مسجد تیار کی جا سکتی ہے یا نہیں؟ چندے سے کی جا سکتی ہے یا نہیں؟ ان کو تو پتا ہے،

why they don't tell it to us? Why they don't tell it to the people of Pakistan. Number score

کرنے کے لئے ایسی باتیں اٹھاتے ہیں۔ First they should explain کہ کیا جو مسجد گری وہ سرکاری جگہ پر بنی ہوئی تھی یا کسی نجی جگہ پر بنی ہوئی تھی؟ کیا وہ چندے سے بنائی گئی تھی یا کسی نے ذاتی طور پر اپنے پیسوں سے بنائی تھی۔ یہ بہت اہم چیزیں ہیں، ان کو ہمیں

split up کرنا چاہیے۔ یہ مولانا صاحب تشریف فرما ہیں میں ان سے عرض کروں گا کہ وہ اس کی وضاحت کریں۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: جناب ولی بادینی صاحب۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ میرا point of order ہے بلوچستان میں بجلی کے بارے میں۔ بلوچستان میں پہلے بجلی پر subsidy دی جاتی تھی کیونکہ بلوچستان میں کوئی نہر وغیرہ نہیں ہے، لوگ وہاں پر ٹیب ویل سے کام چلا رہے ہیں اور ٹیوب ویل پر بجلی کی subsidy دی جاتی تھی۔ اب ہمیں کچھ دنوں پہلے پتا چلا کہ وہ ختم کر رہے ہیں۔ واپڈا والوں سے مل کر ہم نے پوچھا کہ بھئی کیوں ختم کر رہے ہیں اور کس نے order دیا ہے جبکہ صدر صاحب نے تو خود اعلان کیا تھا subsidy دینے کا تو وہ یہ کہہ رہے تھے کہ صوبائی حکومت نے کیا ہے۔ جب صوبائی حکومت کے لوگوں سے پوچھا تو وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اس بات کا علم ہی نہیں ہے۔ لہذا اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ مہربانی کرکے subsidy کو بحال کیا جائے۔ ہم درخواست کرتے ہیں معزز وزیر صاحب سے وہ اگر یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، اگر نہیں ہیں تو آپ ان کو یہ بات convey کریں کہ وہ subsidy بحال کریں۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: جناب الیاس بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: میں جناب! بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔

Mr. Presiding Officer: I don't see the back benches. I entirely approve what you said.

Senator Ilyas Ahmed Bilour: Mr. Presiding Officer, I am really grateful,

میرا point of order تو ہو رہا ہے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ کامل علی آغا صاحب یہ فرماتے ہیں کہ Interior Minister sahib بیٹھے ہوئے ہیں اور Interior Minister for State will answer each and every question لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ اور دیگر وزیر صاحبان جن کا یہ محکمہ بھی نہیں ہے وہ اس میں اپنا پاؤں اڑاتے ہیں اور بول رہے ہیں۔ یہ بڑے افسوس کی

بات ہے۔ کامل علی آغا صاحب نے کہا کہ Interior Minister for State تمام چیزوں کے جواب دیں گے، مجھے نہیں پتا پھر غوری صاحب اٹھ کر کیوں بولتے ہیں، ہر بات پر ڈاکٹر شیر افگن صاحب بولتے ہیں، امرت دھارا ہیں یہ ہر چیز کے۔ یہ تو ایسی بات نہیں ہے۔ کامل علی آغا صاحب نے ایک دفعہ کہا کہ Minister for Interior ایک ایک بات کا جواب دیں گے۔ ہمیں وہ جواب دیں، ان کا کیا کام ہے ہر بات میں کھڑے ہونے کا۔

Mr. Presiding Officer: What is the point of order?

Senator Ilyas Ahmed Bilour: Sir, my point of order is this that

پشاور سے آتے ہوئے جب ہم اٹک کا barrier cross کرتے ہیں تو وزیر داخلہ سے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہاں ہر ایک گاڑی کو کھڑا کر کے تلاشی لی جاتی ہے اور اس کے بعد تھوڑا سا آگے جائیں تو short of the Manser camp ایک اور batch کھڑا ہوتا ہے۔ انہوں نے ٹوپیاں اور ملیشیا کے کپڑے پہنے ہوتے ہیں، پتا نہیں either they are Government servants or not اور وہ لوگوں کی بے عزتی کرتے ہیں، نمبر ایک۔ خدا کے لئے وزیر داخلہ صاحب کیا پنجاب پاکستان ہے اور فرنٹیئر پاکستان نہیں ہے۔ کیا ہم افغانستان سے آرہے ہیں۔ خدا کا خوف کریں ایک ہی ملک میں کیا قانون بنا رکھا ہے۔ اس کو تھوڑا سا روکیں۔ آپ پوچھیں یہ محترمہ پیچھے بیٹھی ہوئی ہیں am I talking right or wrong.

اس کے بعد دوسرا پوائنٹ میں عرض کرتا ہوں کہ جس طرح میرے لیڈر اسفند یار ولی صاحب نے کہا کہ سہیل قلندر کو پچھلے پندرہ بیس دن سے اغوا کیا ہوا ہے اور اس کا ابھی تک کوئی پتا نہیں ہے کہ وہ کہاں پر ہے۔ مجھے افسوس یہ ہے کہ ہمارے صحافی حضرات یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ سہیل صاحب بھی بہت سینئر صحافی ہیں ان کو اغوا کیا گیا ہے اور یہ ان کے لئے کوئی protest نہیں کرتے۔ ہم اسی لئے کہتے ہیں کہ پتا بھی چل جاتا ہے، لوگ نکالے بھی جاتے ہیں مگر وہاں سے بندے لین دین کے بغیر نہیں آسکتے۔ ہم اسی لئے بار بار کہتے ہیں کہ قبائلی علاقے میں پاکستانی قانون کو extend کیا جائے تاکہ ان پر قانون لاگو ہو، ہم لوگ جا کر

وہاں پر سیاست کر سکیں۔ ہم لوگ وہاں سے سیٹیں لے سکیں۔ جن لوگوں نے وہاں پر قید خانے بنائے ہوئے ہیں، پاکستانی پولیس ان کی accountability کر سکے۔ یہ کوئی بات ہے کہ وہ پشاور سے اٹھا کر لے جاتے ہیں، جمرود وہاں سے پانچ کلومیٹر پر بھی نہیں ہے۔ یہ پشاور سے لے کر جاتے ہیں اور وہاں پر غائب کر دیتے ہیں۔ آج پندرہ بیس دن ہوگئے ہیں۔ خدا کے لئے یہ کوئی شرافت ہے۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ ان کو جلد از جلد recover کیا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی رزینہ عالم صاحبہ۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی: میں تھوڑی سی عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: رزینہ صاحبہ کے بعد۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی: محترم بلور صاحب میرے بھائی ہیں لیکن اس بات کا نوٹس لینا چاہیئے۔ ایک تو سہیل قلندر جتنا ان کو عزیز ہے ہمارا بھی اسی طرح بھائی ہے۔ انہوں نے جمرود کا کہا ہے، ابھی تک اس کا کوئی پتا نہیں ہے کہ وہ جمرود میں ہے یا نہیں ہے۔ دوسرا براہ مہربانی یہ قبائلی علاقے اپنی سیاست کے لئے چاہ رہے ہیں کہ وہاں پر extend ہو تو ہمیں ان سیاسی لوگوں کی وہاں پر کوئی ضرورت نہیں ہے۔ نہ ہم چاہتے ہیں کہ political Act وہاں پر implement ہو۔ یہ وہاں کے لوگوں کی wish and will کی بات ہے۔ کسی سیاسی آدمی کے wish کی بات نہیں ہے کہ اس کے کہنے پر یہ کیا جائے۔ لہذا ریکارڈ کو to make it clear یہ mention نہیں ہے کہ سہیل قلندر کو کوئی جمرود لے کر گیا ہے۔ اگر ان کے علم میں ہے اور کسی نے ان کو کہا ہے تو اس کا مجھے پتا نہیں ہے۔ اس کے علاوہ صوبائی حکومت کی کوتاہی اور کمزوری کو خدا کے لئے قبائلیوں پر نہ ڈالیں۔ آٹھ کلو میٹر کی ایک دیوار وہاں پر تعمیر ہوئی ہے جس میں کوئی گیٹ بھی نہیں ہے۔ لہذا کوئی جن ہی ہوا میں اٹھا کر لے جائے گا۔ یہ سارے اغوا کار حیات آباد میں ہی based ہیں۔ وہیں سنبھالے جاتے ہیں اور وہاں سے ہی release ہوتے ہیں۔ لہذا ریکارڈ کو درست کرنے کے لئے میں نے کہا ہے کہ جمرود اور Tribal Area کا انہوں نے کہا ہے۔ مہربانی کر کے اس کو clear کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی رزینہ عالم صاحبہ۔

RE: SHORTAGE OF LIFE SAVING DRUGS

سینیٹر رزینہ عالم خان، شکریہ چیئرمین صاحب۔ میں آپ کے توسط سے وزیر صاحب کی توجہ اور ایوان کی توجہ اپنے اس پوائنٹ آف آرڈر کی طرف دلانا چاہتی ہوں جو 19 تاریخ کے "The Nation" میں آیا ہے کہ بازار سے 35% دوائیں غائب ہیں۔ ان میں life saving drugs ہیں ان میں ایسی ادویات ہیں جو دل کے مریضوں کے لئے ہوتی ہیں۔ بچوں کے cannula needles ہیں اس کے علاوہ اور بہت سی دوائیں ہیں۔ یہ مصنوعی قلت پیدا کی گئی ہے۔ وزیر صاحب سے اگر آپ مہربانی سے کہیں کہ وہ جواب دے دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جی ڈاکٹر خالد سومرو صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالدمحمود سومرو، شکریہ جناب چیئرمین! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو پوائنٹ آف آرڈر پر آنے سے پہلے میں اس چیز پر عرض کروں گا۔

سینیٹر رزینہ عالم خان، جناب چیئرمین!----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ کی بات ختم نہیں ہوئی۔

سینیٹر رزینہ عالم خان، میری بات تو ختم ہوگئی ہے لیکن میری وزیر صاحب سے التجا ہے کہ وہ اس پر تھوڑی سی روشنی ڈالیں وہ یہاں پر تشریف رکھتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ہے تو پوائنٹ آف آرڈر لیکن وہ request کر رہی ہیں۔

Mr. Muhammad Nasir Khan (Federal Minister for Health): Mr. Chairman, I want to respond to the Newspaper article that has come in one of the newspapers saying "life saving drugs disappeared." So, since Saturday and also today we have taken into confidence all the four Provinces, specially the Punjab

جہاں سے یہ خبر آئی تھی۔

Actually, if you look at the newspaper, I will come to certain lines which

does not really smell correct but we went through all. Let me start with author saying that, Mr. Chairman, there is no shortage of medicines. If one brand is not available, there are a lot of other brands which are available in the market and there are a lotof alternatives which are available with the same efficacy and treatment procedures. We have also examined and talked to the DGs of the Punjab and also of Sindh Province and talked to all the CEOs of the companies, multinational and national of which all the drugs were taken.

So, I will just go through briefly, Mr. Chairman. For example, Ephedrine it is available in syrup form for the treatment of cough. There is no demand for the tablets. That is why there is no tablet. It is very little.

No. 2, Kenacort injections, these are steroids, Mr. Chairman and steroids are not available with all the Chemists because they are not supposed to be used. In the United Kingdom and in all other countries, they are only used on prescriptions.

Dijosin is also available and gsk (Glaxo Smith Kline) has confirmed and Global Pharmaceuticals had confirmed that this is available in the market. There is also Retaline, which is being manufactured by 50 more companies. So, if one brand is not available, there are 50 other brands which are available but this particular brand is also available from Novartis Pharma as well as ZAFA Karachi. However, due to the low price of these sometimes, I think, the Pharmaceutical industry makes a strategy that high priced products will be produced more and the low

priced medicines won't. So, we have told them that they have to produce the minimum quota that they have in mind. Methodin drugs, Mr. Chairman, this has come to the appellant Board directed by the cancellation of their registrations because they have tremendous side effects. If you remember, I came here last year also on Wikes which was aspiring heart attacks in the United States and also in United Kingdom and which were banned and we immediately banned the same drugs here.

So, there are four drugs here basically and Distaglesic. It is widely misused by the drug addicts and is being faced in a number of countries like the United Kingdom and we also have pressure to do that here.

Now Novalgin, the other name is Micopirol is also banned from the Ministry of Health since May, 2006 due to the side effects which was famous by the name of patient killer.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میرا خیال ہے انہوں نے آپ سے یہ سوال کر کے غلطی کی ہے۔ آپ اپنا سوال واپس لے لیں۔رزینہ بہن نے سوال واپس لے لیا ہے۔

Mr. Muhammad Nasir Khan: Likewise, Mr. Chairman, this headline is very mischievous, I will just read one sentence, "a senior official of the Punjab Health Department seeking anonymity has said this." So we phoned up to the DG, Health who is the senior personnel.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پتا تو لگے نا کون ہے بندہ وہ۔

Mr. Muhammad Nasir Khan: Mr. Chairman, let me assure the House that we are live and kicking and we will not tolerate any kind

of shortage of drugs in the market. However, there are certain sinister things that might go on and we will take up the matter.

Mr. Presiding Officer: Thank you. Soomro Sahib.

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: شکریہ جناب چیئرمین! میں اپنے Point of Order پر آنے سے پہلے ذرا مساجد کے مسئلے پر بات کروں گا۔ اصل بات یہ ہے کہ ڈاکٹری کے مسئلے پر آپ ڈاکٹر کی بات کو اہمیت دیں گے، قانون کے مسئلے پر کسی قانونی ماہر کی رائے کو اہمیت دیں گے لیکن ہمارا دین اتنا یتیم ہوگیا ہے جو آئے اپنے فتوے صادر کرے۔ بصد احترام مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ڈاکٹر شیر افگن خان صاحب نیازی اورمفتی اعظم پاکستان کے دست راست حضرت مولانا ---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ آپ نے سند جاری کر دی ہے، سند جاری ہو گئی ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: دین کے معاملات پر یہ رائے زنی نہ کریں بصد احترام ان کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ دین کے معاملات پر یہ فتوے صادر کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ نہ کہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: مجھے بولنے دیں - یہ شرعی مسئلہ ہے۔ علمائے کرام اپنی رائے دیں، علمائے کرام یہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ رائے دیں۔ جہاں تک انہوں نے کہا ہے کہ سرکاری زمین پر مسجد تعمیر نہیں ہوسکتی تو میں یہ کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے جب مسجد تعمیر ہو رہی ہو تو آپ اس کو روکیں لیکن اگر برس ہا برس سے سرکاری زمین پر ایک مسجد بنی ہوئی ہے تو شریعت محمدی کے فتوٰی کے مطابق آپ اس کو مسمار نہیں کرسکتے - کسی ہندو نے کبھی کسی مندر کو مسمار کیا ہے؟ کسی عیسائی نے کسی گرجا کو مسمار کیا ہے؟ کسی سکھ نے گوردوارے کو مسمار کیا ہے؟ آپ اس شرعی مسئلے کی علماء سے تصدیق کرلیں - یہ بات کرتے ہیں اسلامی نظریاتی کونسل کی، وہاں کوئی جید عالم شامل نہیں ہے۔ تمام مکاتب فکر کے علماء نے ان کو مسترد کیا ہے - کوئی ان کو اپنا نمائندہ تسلیم نہیں کرتا۔ دین کے ساتھ بدترین مذاق ہو رہا ہے۔ ہمارے ملک میں اسلامی سال کے پہلے دن، مسلمانوں کا اسلامی سال یکم محرم سے شروع ہوتا ہے، یہ Ist.January

ہے عیسوی سال کا آغاز ہے ، اس کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہے ، ہم شریعت عیسوی کے پابند نہیں ، ہم شریعت مصطفوی اور شریعت محمدی کے پابند ہیں' ہمارا happy new year یکم محرم سے شروع ہوتا ہے ، اسلامی سال کے پہلے دن انہوں نے اتنی زبردست حرکت کی ہے ، مسلمانوں کے جذبات کو اشتعال دلانے کی کوشش کی ہے ۔ بدترین مذاق کیا ہے ، میں اس کی مذمت کرتا ہوں ۔ کل یہ کہیں گے کہ security problem ہے ، فیصل مسجد کو بھی مسمار کر دو ۔ فلاں مسجد کو مسمار کر دو ۔ آخر یہ چاہتے کیا ہیں؟ یہ پاکستان کو ، جس کو ہم اسلام کا قلعہ بنانا چاہتے تھے ، لاالہ الا اللہ کے نعرے پر یہ پاکستان حاصل کیا گیا تھا۔ یہ اسی نعرے کی تکمیل ہو رہی ہے ؟ اس کو آپ seriously لیں اور میں ان حضرات سے بھی کہتا ہوں کہ دینی معاملات میں یہ ٹانگ نہ اڑائیں ، علمائے کرام کو بٹھائیں اور ان سے رائے لیں ، ہم ان کی رائے کا احترام کریں گے ۔ نمبر ۲ ۔ سندھ میں بدامنی بہت بڑھ چکی ہے اور اتنی زیادہ بڑھ چکی ہے کہ میں الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا ۔ جتنے اعلیٰ اور ایماندار افسران ہیں ان سے کرائیکی کا کام لیا جا رہا ہے ۔راشی افسران کو متعین کیا جا رہا ہے۔ سندھ میں یہ ہے کہ بڑے بڑے شہر دہشتگردوں کے حوالے کر دیے گئے ہیں۔ باقی تمام اضلاع وڈیروں کے حوالے کر دیے گئے ہیں اور ان کے منظور نظر لوگوں کی posting کی جا رہی ہے ۔وہاں پر آپ دیکھیں کاروکاری کے واقعات ، لڑائی جھگڑے ، کوئی دن خالی نہیں ، قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے ۔ آپ مہربانی کریں اور سندھ کے مظلوم لوگوں پر رحم کریں۔ ایماندار افسروں کو کرسیوں پر بٹھائیں۔ یہ جو سیاستدان ناجائز مداخلت کرتے ہیں اس کو بند کریں۔ لوگوں کی چادر اور چاردیواری کا تحفظ کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ شریعت محمدی کے احکام کے مطابق جو حکومت عوام کو امن اور انصاف نہ دے سکے ، بیروزگاروں کو روزگار نہ دے سکے ان کو مسلمانوں کے اوپر حکمرانی کا کوئی حق نہیں۔ شکریہ ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، جمال لغاری صاحب ۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری :جناب چیئرمین! یہاں پر تو سندھ کا رونا رویا جا رہا ہے کہ وہاں پر لاقانونیت ہے ۔ڈیرہ غازی خان اور راجن پور میں اس وقت نہری پانی اور پینے کے پانی کی ایک بوند بھی موجود نہیں ہے ۔ ایک ہفتے سے تونسہ بیراج کے اوپر remoderation کا جو کام ہو رہا تھا اس میں محکمہ آبپاشی کی غفلت یا ٹھیکیدار کی نالائقی سے پچاس کروڑ روپے کا

پاکستان کے قیمتی سرمائے کونقصان پہنچا جس وقت ایک حفاظتی بند بہہ گیا۔ حضوروالا ! اس کوتاہی سے نہری پانی بالکل ختم ہو چکا ہے اور ڈیرہ غازی خان اور راجن پور ہیں' جہاں پر لوگوں کی گزر بسر اس چیز پرمنحصر ہے کہ وہاں پر گندم کی فصل ہو ' نہ گندم کی فصل کے لئے پانی ہے نہ پینے کا پانی ہے ۔ ایک ہفتہ پہلے بھی میں نے اس معزز ایوان میں یہ مسئلہ اٹھایا تھا لیکن ابھی تک کسی نے اس پر کان نہیں دھرے ۔میں اس بات کو واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ ہم لوگوں کے ان ایوانوں میں بیٹھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا اگر ہم عوام کے مسائل کی صحیح ترجمانی نہیں کرسکتے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: عبدالرحیم مندوخیل صاحب ۔

سینیٹر عبد الرحیم خان مندوخیل : جناب میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے point of order پر مجھے موقع دیا۔ جناب والا! پہلی بات تو میری سہیل قلندر کے حوالے سے ہے کہ میں جناب اسفندیار صاحب کی حمایت کرتا ہوں۔ اس میں ایک بات ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ اغواء کار قبائلی علاقے میں ہیں' وہ آج کل پشاور میں بیٹھے ہوتے ہیں' اُدھر ہی وہ سودا اور دوسری dealing کرتے ہیں' یہ تمام دنیا کو معلوم ہے۔ سہیل قلندر صاحب بہت اچھے democratاور صحافی تھے' ان کا اغواء ان کے صحافت کے role کو torture کرنے کے لئے ہے۔ جناب والا! ان کی رہائی کے لئے کوشش کی جائے۔

اس کے ساتھ یہ بھی عرض ہے کہ 10 جولائی 2006ء کو ملتان میں فوکر طیارہ گر گیا اور اس میں تقریباً 45 افراد ہلاک ہوئے۔ اس دن سے فوکر طیارے بند ہیں اور اس کا اسلام آباد سے پشاور' پشاور سے ڈیرہ اسمٰعیل خان' ڈیرہ اسمٰعیل خان سے ژوب' ژوب سے ملتان' ژوب سے کوئٹہ اور پھر واپس۔ یہ سینکڑوں passengers کا علاقہ ہے لیکن آج تک وہاں PIA باقاعدہ pledge نہیں ہے' اس میں سینکڑوں لوگ بوڑھے' بچے' خواتین بیمار اور دوسرے متاثر ہو رہے ہیں۔ اس چیز کا انہوں نے notice ہی نہیں لیا ہے۔ انہیں اس کا notice لینا چاہیے۔

جناب والا! لورالائی سے روکڑی تک highway کو تعمیر کرنے کے لئے ایک ہی جگہ پر 100 میل سے زیادہ diversion بنائی گئی ہے اور تقریباً دو سال سے یہ روڈ سینکڑوں اور

ہزاروں لوگوں کے لئے فروٹ، سبزی اور دوسری جو ہمارے صوبے سے زرعی پیداوار پنجاب، ڈیرہ غازی خان اور اسی طرح پختونخواہ ڈیرہ اسمٰعیل خان لائی جاتی ہے اس سے لاکھوں کا نقصان ہوتا ہے لیکن NHA والوں نے اس کا کوئی notice نہیں لیا۔ یہ ہمارے علاقے کو بہت نقصان دے رہے ہیں۔ یہ ہماری request ہے کہ اس پر کام کیا جائے۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Gulshan Saeed sahiba. One of the back benchers, three speakers left this side and back bencher the last man.

سینیٹر گلشن سعید: جناب والا! میرا point of order کوئی نہیں ہے، مجھے آپ سے صرف ایک سوال کرنا ہے۔ جب آپ چیئرمین بنے ہیں تو آپ کی حیثیت ایک چیئرمین کی ہے، نہ آپ وکیل ہیں، نہ جج ہیں اور نہ آپ کا پیشہ آپ کو یاد دلانے کی ضرورت ہے۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ جب بھی ہم کوئی بات کرتے ہیں تو اپوزیشن کے لوگ ہمیں گھورنا شروع ہو جاتے ہیں یا غصے سے بُرے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ یہ بڑی غلط بات ہے۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہاؤس کا ماحول اچھا رہے تو کم از کم ان کو خود ladies کی respect کرنی چاہیے۔ میں ڈاکٹر صاحب کی عزت کرتی ہوں، وہ میری کمیٹی کے ممبر ہیں، انہوں نے یہ کہا کہ ایک شعر پر ایک آدمی کو جیل ہو گئی تو میں نے بڑا seriously ان سے سوال کیا تھا اور جس پر رضا ربانی صاحب نے میری طرف انگلی اٹھا کر فضول قسم کی باتیں کیں۔ مجھے بہت افسوس ہوا، وہ بڑے سمجھدار ہیں اور اس ہاؤس کے اپوزیشن لیڈر ہیں، کم از کم ان کو اتنی بچگانہ حرکت نہیں کرنی چاہیے۔ ہر سینیٹر کا حق ہے کہ جو بات وہ آپ سے کرنا چاہے وہ کرے۔ میں بھی کر سکتی ہوں اور وہ بھی کر سکتے ہیں، کسی کو اعتراض نہیں ہے۔ یہ اتنے الزامات لگاتے ہیں جیسے ہم کسی اور ملک میں رہ رہے ہیں۔ ہر وقت ایسی picture paint کی جاتی ہے کہ نہ پنجاب کا صوبہ سکھی ہے، نہ سندھ کا سکھی ہے اور بلوچستان میں تو ہر وقت اغواء اور قیدیں ہوتی ہیں۔ یہاں سے ان کو کوئی جواب دینے والا نہیں ہے۔ جب جواب دینے اور پوچھنے کی کوشش کرو تو پھر باتیں کرتے ہیں۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ اتنے وزیر بیٹھے ہوئے ہیں وہ ان کو ان باتوں کا جواب کیوں نہیں دیتے، یہ media کے سامنے جس قسم کے الزامات لگاتے ہیں، لگتا ہے کہ پورا کا پورا بلوچستان اغواء ہو

چکا ہے۔ ہماری side پر بھی بلوچستان کے لوگ بیٹھے ہیں' وہ بتائیں کہ کون اغواء ہو گیا ہے' کون پکڑا گیا ہے۔ اگر کوئی بات پوچھی جائے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ ہماری نوکری کریں۔ انہوں نے آپ کو چپ کروا دیا' آپ کو serious کر دیا کہ آپ صرف ان کی بات سنیں اور ہماری بات نہ سنیں۔

میری آپ سے request ہے کہ جب آپ چیئرمین ہیں تو آپ نہ وکیل ہیں اور نہ جج ہیں' کچھ بھی نہیں رہے۔ آپ چیئرمین ہیں' آپ میری بات بھی سنیں گے اور ان کی بات بھی سنیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا فرض نہیں ہے کہ Chair کو ہر وقت ڈانٹتے رہنا چاہیے۔

سینیٹر گلشن سعید: نہیں 'بالکل نہیں۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: آپ کا بھی مقصد یہ ہے کہ Chair کو ڈانٹتے رہو۔

سینیٹر گلشن سعید: جناب چیئرمین صاحب! میری بات ابھی ختم نہیں ہوئی ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: آپ کی بات ختم ہو گئی ہے۔

سینیٹر گلشن سعید: میری بات ختم نہیں ہوئی۔ آپ کو خیال کرنا چاہیے کہ آپ اس وقت Chairman ہیں اور جس طرح انہوں نے بات کی اور شیر افگن صاحب سے جس طرح یہ ناراض ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کیوں جواب دیتے ہیں۔ اس طرف سے کوئی بھی جواب دے' ان کا کیا مطلب ہے۔ ہم نے کبھی کہا ہے کہ فلاں سوال اس نوعیت کا نہیں ہے' وہ کیوں سوال کر رہا ہے۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: Thank you جی۔

سینیٹر گلشن سعید: ان کو خود Rules and Regulations آتے ہیں تو ان پر چلیں۔ ہم میں سے کوئی بھی جواب دے سکتا ہے' اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ ہمیں باتیں ہر وقت سنائیں۔ خاص طور پر میری ذات کے بارے میں آئندہ کسی نے بات کی تو میں پھر اٹھ کر بتاؤں گی کہ 96-1995 میں Peoples Party نے کتنے لوگوں کی پسلیاں توڑی تھیں' کتنوں

کی چمڑیاں اتاری تھیں۔ ایک آدمی جاوید اشرف کو بازار میں گولی کس نے ماری تھی، یہ ہمارے سامنے تھا، ہم اس کی لاش اٹھا کر لائے تھے۔ Peoples Party کے دور میں اپنا بھائی قتل کروایا اور یہ کھڑے ہو کر روزانہ ظلم کی تقریر کرتے ہیں جیسے پاکستان نہیں ہے، یہاں پر کوئی تماشا بنا ہوا ہے۔ ہر وقت یہی بات ہوتی ہے، ہر روز اخبار میں یہی آتا ہے، media کے سامنے اتنے مظلوم بن کر بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں، بعد میں یہ ہنسنا شروع ہو جاتے ہیں، میں warn کر رہی ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میرا خیال ہے کہ بات ہوگئی ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب! یہ آپ کو ڈانٹ رہی ہیں یا ہمیں ڈانٹ رہی ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نیازی صاحب کی بات سن لیں پھر ان کے بعد بنگزئی صاحب، پھر اس کے بعد آپ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین صاحب! میں ایک بات یہاں پر وضاحت سے اور برملا کہوں گا کہ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بالکل مصدقہ خیال تھا اور theory نہیں تھی بلکہ یہ ان کی practical teaching تھی کہ یہ پاکستان جو میں بنانے جا رہا ہوں، یہ 1940 میں اس وقت Bombay کہتے تھے، اب Mumbai کہتے ہیں۔ وہاں پر ایک مجلس عاملہ کی meeting ہوئی اور وہاں پر یہ بات زیر بحث آئی کہ ملائیت کا کیا مقام، مرتبہ in Pakistan ہو گا تو قائد اعظم نے بڑے برملا الفاظ میں کہا کہ "اگر ملائیت والا پاکستان بنانا ہے تو میں اس کے خلاف ہوں اور نہیں بننے دوں گا"۔ لہذا، یہ علماء کرام جو اپنے آپ کو پاکستان کے ولی عہد اور والی تصور کرنے لگ گئے ہیں، ان کا مقام مسجد ہے، وہ وہاں پر جا کر دین کی تبلیغ کریں، ان کا کام پاکستان کو چلانا نہیں ہے۔ قائد اعظم کے کہنے کے مطابق ہم ان کو رد کرتے ہیں اور یہ جو اپنی ملکیت اسلام کی جتاتے ہیں، یہ بھی غلط ہے۔ ہر مسلمان امام بھی ہے، مجاہد بھی ہے، جج بھی ہے، سب کچھ ہے، یہ اپنے آپ کو کیوں بنا لیتے ہیں کہ یہی اجارہ دار ہیں۔ ہم دین کی اجارہ داری کے خلاف ہیں۔ لہذا، ہم اس ملک میں ملائیت کو پنپنے نہیں دیں گے، اس لئے Europe نے ساڑھے تین سو سال عیسائیت کے خلاف جہاد کیا اور انہوں نے جنگ کی۔ ہم نے بہت عرصہ جنگ کی

ہے، ہم ان کو نہیں مانتے، یہ ملک ملائیت کا نہیں ہے، یہ عوام الناس کا ہے، یہ جمہوری ملک ہے، جمہوری جماعت نے بنایا ہے اور جمہوری قائد نے بنایا ہے۔ لہذا، ہم ان کو نہیں مانتے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: باری، باری بات ہو گی، باری، باری بحث ہو گی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: میں ان کو یہ بات بتاتا ہوں۔ جناب والا! یہ وہ لوگ ہیں--

Mr. Presiding Officer: Please, sit down, let us preserve the decorum of the House please.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: یہ وہ لوگ ہیں، یہ کھڑے ہو کر بات کرتے ہیں، اگر ان میں ذرا بھی---

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: علامہ صاحب! بیٹھیے ذرا۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: یہ لوٹا ہے۔ جناب! یہ لوٹا ہے۔

Mr. Presiding Officer: One by one, please.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! آپ ان کو نہ چھیڑیں، یہ وہی لوگ ہیں، یہاں کہا تھا کہ عورت کا---یہ لوٹے کے بجائے، آپ کو مستعفی ہونا چاہیے، عورت کی protection bill پیش ہو گا، ہم بھاگ جائیں گے، یہ اب بھی بیٹھے ہیں۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: نہیں، نہیں بری بات ہے، علامہ صاحب نہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: یہ استعفٰی دیں۔ یہ فتوے دے سکتے ہیں، استعفٰی نہیں دے سکتے، اگر ان کے قائدین نے کہا ہے کہ استعفٰی دیں۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: علامہ صاحب تشریف رکھیے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: ایم ایم اے والے استعفٰی دیں، استعفٰی دو---

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں نہیں، ماحول کو ٹھیک رکھیے گا۔ مولانا گل نصیب صاحب---

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: استعفے دو، استعفے دو، یہ استعفے دیں، استعفے دو، ہماری ڈیمانڈ ہے---

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مولانا گل نصیب صاحب---

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: ان کی چاہت پوری نہیں ہو گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مولانا پلیز، نہیں آپ---

(مداخلت)

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: یہ ضمیر کا سوداگر ہے جی۔ انہوں نے ضمیر فروخت کیا ہے، یہ لوٹا ہے اور اس ایوان میں بیٹھنے کے قابل نہیں ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: استعفٰی دو، استعفٰی دو۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بیٹھیے گا، پلیز اب آپ بھی بیٹھ جائیں، please sit down. رضا محمد رضا۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اچھا ان کو بول لینے دیں، پھر آپ آ جائیں۔ آپ جائیں گے نہیں؟ we have to close your....

(مداخلت)

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جناب چیئرمین! آپ نے مجھے وقت دیا ہے۔ آپ نے مجھے floor دیا تھا---

(مداخلت)

Mr. Presiding Officer: Until you withdraw this.

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: آپ نے floor مجھے دیا تھا اور آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے سب سے پہلے آپ کو کہا تھا۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: اچھا' پلیز' let us have decorum. Please.

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب! سب سے پہلے---

(مداخلت)

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: ایک منٹ' دیکھیے گا' اپوزیشن کی طرف سے دو لوگ کھڑے ہوئے ہیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: سب سے پہلے جناب چیئرمین! میں انتہائی افسوس کے ساتھ---

(مداخلت)

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: آپ خود فیصلہ کرلیں' کس نے بولنا ہے۔

(مداخلت)

Mr. Presiding Officer: Alright, in that case...

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جناب چیئرمین! آج قومی اسمبلی کے ایک معزز---

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: انہیں منع کریں' آپ front benches ہیں' you have no control over the situation.

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جناب چیئرمین! آپ نے مجھے floor دیا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ پارٹی لیڈر ہیں' you can't control the members also. آپ floor کی بات کر رہے ہیں' آپ دونوں محترم ہیں' میرے لیے آپ دونوں محترم ہیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: آپ بیک وقت میرا نام بھی پکارتے ہیں' رضا محمد رضا کا

نام پکارتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ دونوں محترم ہیں، رضا صاحب، صبح کا ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں اور پیچھے بابر اعوان گالیاں دے رہا ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جناب چیئرمین! میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

Mr. Presiding Officer: Please, have some decorum. Don't put constraint on me to turn off the mike

ایک آدمی بولے گا۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، سب سے پہلے جناب چیئرمین! اس House میں ہمارے رکن قومی اسمبلی مولانا نصیب اللہ شاہ صاحب رحلت فرما گئے ہیں، میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ ان کی مغفرت کے لیے دعا کی جائے۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ دونوں بول رہے ہیں، آپ کی کوئی بات سمجھ نہیں آرہی۔ وہ بھی بول رہے ہیں، آپ بھی بول رہی ہیں اور میں دونوں کو request کر رہا ہوں کہ اگر آپ دونوں بیٹھ جائیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: آپ کسی کو کہیں گے تو وہ بیٹھے گا۔ رضا خان آپ---

(مداخلت)

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: جناب رضا صاحب! please take the floor.

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جناب چیئرمین! دعا کریں۔

(مداخلت)

سینیٹر مولانا گل نصیب خان، جناب! قومی اسمبلی کے ممبر وفات پا گئے ہیں۔

آوازیں: جناب! دعا تو کرنے دیں۔

(دعا کی گئی)

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جناب چیئرمین صاحب!---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کیا ابھی آپ کی بات ختم نہیں ہوئی؟ شروع ہی نہیں ہوئی۔ I can not allow two people to stand. اب بات کو ختم بھی کریں۔ ابھی شروع ہی نہیں ہوئی۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جناب چیئرمین! آج کے اخبار میں دو تصویریں ہیں۔ آپ یہ تصویریں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ ایک طرف ہمارے سربراہ مملکت کعبے کا طواف کر رہے ہیں اور دوسری طرف انہوں نے پاکستان میں کعبے کی بیٹیوں کے آنچل اتارنے کا فیصلہ دیا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ منافقت کی حکومت ہے۔ اس حکومت کو میں چیلنج کرتا ہوں کہ وہ خدا کے لیے، اپنے شیرافگن جیسے ہمارے کافی seasoned and learned قسم کے MNA بیٹھے ہوئے ہیں، میں جناب چیئرمین! آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر کل MMA کی حکومت آئی تو سب سے پہلے یہ ہمارے دروازے پر آئیں گے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

وہ ہمیں کس منہ سے کہتے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں جناب چیئرمین کہ میں ان کی فطرت کو جانتا ہوں۔ یہ ہمارے بڑے اچھے معزز سیاستدان ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟ آپ تو الزام تراشی پر چلے گئے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جیسے اسفند یار ولی صاحب نے فرمایا، جب وہ ٹول پلازہ پر آرہے تھے تو کل اتفاقاً مجھے بھی جانے کا اتفاق ہوا یہاں دامن کوہ پر۔ وہاں سی ڈی اے والوں نے لوٹ مار کا عجیب سا طریقہ اپنایا ہوا ہے۔ جیسے ہے آپ اپنی گاڑی پارک کرتے ہیں ----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: I would request please don't repeat جو ہو

چکا ہے اسے کیوں repeat کرتے ہیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: نہیں جی یہ اور مسئلہ ہے ۔ جو electric گاڑیاں ہوتی ہیں ----

سینیٹر کامل علی آغا: ان کے ساتھ کون کون تھا دامن کوہ پر؟

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: وہاں پر جناب چیئرمین! انہوں نے کیا کیا، ہمیں کہہ رہے تھے کہ جی آپ آنے اور جانے کا.....

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کیا پوچھ رہے ہیں آپ سے آغا صاحب؟

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: آغا صاحب تو میرے دوست ہیں ۔ وہ تو جو پوچھیں ان کو سات خون معاف ہیں ۔ جناب چیئرمین گزارش یہ ہے کہ یہ بڑا serious مسئلہ ہے ۔ انہوں نے ہمیں کہا کہ آنے جانے کے ٹکٹ لے لیں، پانچ، پانچ، دس، دس روپے ۔ میں نے کہا ہم جاتے ہوئے یہاں سے جائیں گے، آتے ہوئے ہم پیدل آئیں گے ۔ انہوں نے کہا کہ نہیں جی یہ ہمارے سی ڈی اے کا فیصلہ ہے کہ آپ چاہے واپسی پر گاڑی پر بیٹھیں یا نہ بیٹھیں، یہ آپ کو پانچ روپے دینے ہوں گے ۔ میں نے کہا یہ غنڈہ ٹیکس ہے، اس نے کہا پتا نہیں، آپ لاشاری صاحب سے پوچھیں، یہ ان کا فیصلہ ہے ۔ میں نے کہا پھر میں لاشاری صاحب سے نہیں پوچھوں گا، میں اپنے وزیر داخلہ سے پوچھوں گا ۔ نمبر ایک ۔ نمبر دو جناب چیئرمین یہ کہ ہمارے بلوچستان میں اس وقت جو صورت حال ہے، اس کے حوالے سے تھوڑی گزارش کروں گا کہ ہمارے زمیندار حضرات کافی پریشان ہیں ۔ بارہ سو فٹ نیچے سے پانی لاتے ہیں اور ایک یا دو گھنٹہ ان کو پانی ملتا ہے اور اس کے بعد جب ہمارے بل آنے شروع ہو جاتے ہیں، کسی کے تین لاکھ، کسی کے دو لاکھ، اور جب ایک سال کے بعد ہماری فصل پک کر تیار ہوتی ہے تو وہ فصل ایک لاکھ روپے میں چلی جاتی ہے ۔ آپ یہیں سے ruling دے دیں جناب چیئرمین! واپڈا کو کہ انہوں نے جو اس دفعہ احکامات جاری کیے ہیں کہ حکومت بلوچستان زمیندار کے حوالے سے جو subsidy دینا چاہتی تھی، ہماری حکومت بلوچستان اس وقت گیارہ ارب روپے.....

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہی تو کہہ رہا ہوں ۔ یہی بات بادینی صاحب نے پہلے

کہہ دی ہے ۔ آپ اسے repeat کر رہے ہیں بلاوجہ ۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر : بات ختم ہو گئی آپ کی ۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: نہیں جی ' کہاں بات ختم ہو گئی ہے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : ابھی تو شروع ہی نہیں ہوئی۔ان کو بات ختم کر لینے دیں ۔ Let him finish. محمد رضا صاحب میرا خیال ہے آپ آ جائیں ۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی : کعبے کی جو بیٹیاں ہیں یہ مسجدیں ہیں ۔ ان کے آنچل یہ اتار رہے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ تجاوزات ہیں ۔ یہ جنرل ضیاء الحق صاحب نے ایک مسجد باقاعدہ تعمیر کروائی تھی ' اس کو بھی گرا رہے ہیں ' جنرل ضیاء الحق جب پاکستان کے صدر تھے ' یہ کس طرح کہتے ہیں کہ یہ ناجائز تجاوزات ہیں اور یہ میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں' ان کے ہی احکامات پر یہ بنی تھی۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر : یہ دے دیں مجھے آپ ۔ محمد رضا صاحب ---

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : آپ کی بات مکمل ہو گئی ۔ آپ یہ مجھے دے دیں ۔ رضا صاحب میرا خیال ہے آپ نہیں بولنا چاہ رہے ۔ پھر میں پری گل آغا کو بلاتا ہوں ۔

سینیٹر رضا محمد رضا: پری گل خاموش رہیں گی جناب ۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر : پھر آپ ذرا جلدی بولیے گا۔

RE: PROBLEMS CREATED BY NADRA IN BALOCHISTAN

سینیٹر رضا محمد رضا : جناب چیئرمین ! میرا point of order, National Data Registration Authority کے حوالے سے ہے۔ ہمارے تمام صوبے میں اور بالخصوص ہمارے صوبے کے پشتون علاقوں میں' کوئٹہ' پشین' لورالائی' ژوب یا جتنے بھی ہمارے اضلاع ہیں وہاں پر NADRA نے ناروا طرز عمل اختیار کیا ہوا ہے کہ پورا صوبہ اس کے خلاف احتجاج کر رہا ہے' مظاہرے ہو رہے ہیں۔ منتخب لوگ ان کے خلاف بیانات دے رہے ہیں۔ جناب! انہوں نے کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ کا

راستہ مکمل طور پر روک رکھا ہے۔ وہ کبھی کہتے ہیں کہ میڈیکل سرٹیفیکیٹلاؤ، کبھی کہتے ہیں کہ برتھ سرٹیفکیٹ لاؤ، کبھی کہتے ہیں کہ ناظم سے دستخط کروا کے لاؤ، جب MNA یا سینیٹر attest کر دے تو پھر کہتے ہیں کہ SHO سے کروا کے لاؤ۔ پھر انہوں نے کوئٹہ میں ایک vigilance office کھولا ہے۔ وہ بے عزتی پر اتر آیا ہے۔ خواتین کے لئے تصاویر بنا رہے ہیں۔ ایسی صورتحال ہے کہ ہزاروں شناختی کارڈ اب تک نہیں بن سکے۔ کبھی کہتے ہیں کہ انگوٹھے خراب ہیں۔ ایک سلسلہ انہوں نے پورے صوبے میں شروع کیا ہے۔ انہوں نے ہمارے شناختی کارڈوں کو روک رکھا ہے۔ مظاہرین نے Interior Ministryسے request کی ہے۔ نواب ایاز خان جوگیزئی کی قیادت میں ہمارا ایک delegation بھی ملا ہے۔ وہ مان رہے ہیں کہ آپ کی شکایات درست ہیں لیکن عملاً کچھ بھی نہیں ہو رہا ہے۔ NADRA کی جو ٹیمیں ہیں وہ صوبائی وزراء کے حوالے ہیں۔ تمام پشتون علاقوں میں کمپیوٹرائز شناختی کارڈ بالکل بند ہیں۔ سیاسی مخالفین کو کارڈ جاری نہیں ہو رہے ہیں۔ جناب! آپ Interior Minister سے پوچھ لیں کہ پورے ملک میں کتنے فیصد کارڈ بنے ہیں اور ہمارے صوبے میں کیا position ہے۔ جناب! یہ ایک سنگین صورتحال ہے۔ یہ عوام کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے۔ جب آپ لوکل سرٹیفیکیٹ کے لئے جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ شناختی کارڈ لاؤ۔ جب شناختی کارڈ کے لئے جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ لوکل سرٹیفیکیٹ لاؤ۔ جناب! اس کے معنٰی کیا ہیں؟ معنٰی یہ ہیں کہ پرانے شناختی کارڈ جس کے پاس ہیں ان کو بھی نہیں دے رہے ہیں۔ جو شادی شدہ خواتین ہیں ان سے کہا جاتا ہے کہ والدین کا ریکارڈ لاؤ یعنی جو قوانین ہیں وہ ان کے خلاف چل رہے ہیں۔ یہ مسئلہ ہم نے ایک بار پہلے بھی اٹھایا تھا۔ یہاں پر تو point of order کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔ ہم بول لیتے ہیں اور یہ جب مرضی ہو جواب دے دیتے ہیں اور نہ چاہیں تو جواب بھی نہیں دیتے۔ یہ ایک سنگین مسئلہ ہے پورے صوبے کا۔ ہزاروں لوگ تمام شہروں میں مظاہرے کر رہے ہیں۔ عوام بار بار مطالبہ کر رہے ہیں کہ ہمیں شناختی کارڈ دیے جائیں۔ یہ ایک اہم ضرورت بن گئی ہے۔ اس وقت بھی قلعہ عبداللہ، پشین اور کاکڑ خراساں کے جو دور دراز کے علاقے ہیں وہاں NADRA کے دفاتر میں ہزاروں شناختی کارڈ پڑے ہیں اور ان کے اعتراضات ختم نہیں ہو رہے ہیں۔ اس کے لئے احکامات جاری کئے جائیں۔ عوام کو مزید احتجاج پر مجبور نہ کیا جائے۔ عوام کے جو اصل مسائل اور مشکلات ہیں وہ ختم کئے جائیں۔ اس کا سنجیدہ notice لیا جائے اور احکامات جاری کئے جائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب غوری صاحب۔ اس کے بعد بابر اعوان، یعنی ایک بابر کے بعد دوسرا بابر۔

سینیٹر بابر خان غوری: انشاء اللہ دونوں بابر حق بات کریں گے۔ جناب! بات یہ ہے کہ ابھی ایک معزز رکن نے یہ بات کہی کہ اس طرف جو لوگ بیٹھے ہیں آپ ان سے اسلام کے بارے میں کیا پوچھ رہے ہیں۔ یہاں سے پوچھیں۔ یہ اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ یہ صرف اس کو پتا ہے کہ اس کا کونسا بندہ صحیح ہے اور کون غلط ہے۔ یہ بندے کو اختیار نہیں ہے اس قسم کی بات کرنے کا، اس قسم کا فتویٰ جاری کرنا۔ الحمدللہ ہم مسلمان ہیں، یہاں جتنے بیٹھے ہیں سب مسلمان ہیں۔ مسلمان ہونے کا کوئی سرٹیفکیٹ نہیں ہے کہ صرف ایک قسم کے لوگوں کے پاس مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ ہے۔ یہ الفاظ میں سمجھتا ہوں کہ حذف کرنے چاہئیں۔ اس قسم کی بات وہ لوگ کر رہے ہیں جنھوں نے پاکستان بنتے وقت پاکستان کی مخالفت کی تھی۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے۔ یہ تاریخ کی بات ہے۔ پاکستان کو ناپاکستان کہا تھا، قائد اعظم کو کافر اعظم کہا تھا اور اب وہ پاکستان کے چمپیئن بننا چاہتے ہیں، پاکستان کو ہائی جیک کرنا چاہتے ہیں۔ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ محمد رسول للہ۔ صرف ایک اس کے اوپر لے کر جانا چاہتے ہیں۔ قرارداد پاکستان کیا تھی؟ اس کو وہ دیکھ لیں۔

دوسری بات جناب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تخلیق کائنات کے وقت دو باتیں کی تھیں۔ اس نے حقوق اللہ پر حقوق العباد کو ترجیح دی ہے۔ مذہب میں دو چیزیں ہیں، حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ حقوق الملا کوئی نہیں ہے۔ تو لہذا، focus کی بجائے آپ تعلیم دیں اسلام کے مطابق کہ حقوق اللہ کیا ہے اور حقوق العباد کیا ہیں۔ حقوق الملا کے لئے ہمیں تحریک نہیں چاہیے۔ حقوق الملا کے لئے ہمیں کام نہیں چاہیے۔ بھٹو صاحب کے خلاف جو تحریک چلی وہ rigging کے خلاف تھی۔ اس کو بھی ہائی جیک کیا گیا نظام مصطفیٰ کے نام پر۔ نظام مصطفیٰ تحریک کے لئے سب ایک ہوئے۔ جب بھٹو صاحب نہیں رہے تو پھر نظام مصطفیٰ کہاں گیا۔ سب نظام حکومت میں شامل ہو گئے اور بھول گئے نظام مصطفیٰ۔ خدا کے واسطے آپ لوگوں سے غلط بیانی نہ کریں۔ آپ یہ فتوے جاری نہ کریں کہ یہ اچھے مسلمان ہیں یا یہ خراب مسلمان ہیں۔

بہتر مسلمان ہونے کا فیصلہ اللہ تعالیٰ روز محشر کریں گے کہ کون اچھا تھا اور کون صحیح تھا۔ کس نے صحیح عبادت کی۔ یہ چیزیں یہاں پر نہ کی جائیں۔ اس طرح کی باتیں کرکے تو آپ عوام کو گمراہ کر رہے ہیں لیکن خدا کے واسطے اس House کے اندر اس قسم کی بات نہ کریں۔ عوام بھی اب جان چکے ہیں، وہ بھی پہچان چکے ہیں کہ حقیقت کیا ہے؟ استعفیٰ کیوں نہیں دیا آپ نے۔ استعفوں کی بات کی تھی اگرآپ کر رہے تھے مرد کی--- تو اسلام نے جو بات کہی ہے، اس پر قائم رہتے۔ آپ ایک مسجد کا انتظام نہیں چھوڑتے---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ مجھے کہہ رہے ہیں۔

سینیٹر بابر خان غوری: جناب آپ نے کہا، کس نے کہا۔ ایک مسجد کا آپ انتظام نہیں چھوڑتے آپ صوبائی حکومت کیسے چھوڑ دیں گے۔ آپ اپنی، آدھی بلوچستان کی حکومت کیسے چھوڑ دیں گے۔ آپ عوام کو گمراہ نہ کریں۔ اگر بات کرنی ہے تو حق اور سچ کی بات کریں۔ لہذا میری گزارش یہ ہے کہ اس ہاؤس کے اندر جو بھی بات کی جائے وہ سوچ سمجھ کر کی جائے اور کسی کے اوپر فتویٰ جاری نہ کیا جائے۔ بہت شکریہ جناب۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. Before Babar Awan I had requested Siddiqui and Pari Gul.

(Interruption)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں میرا خیال ہے سارے نہ کھڑے ہوں۔ ان دو خواتین کو بول لینے دیں۔ پھر بابر اعوان کی باری ہے پھر آپ wind up کریں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: نہیں کم از کم اب یہ شریعت پر فتوے دیں گے۔

Mr. Presiding Officer: Please, no cross talk, Soomro Sahib.

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: جس بندے کو الفاظ ادا کرنے نہیں آتے شریعت کے بارے میں ---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مندوخیل صاحب آپ اسے سمجھائیں ذرا۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: انگریز کے خلاف سب سے زیادہ قربانیاں ہمارے

علماء نے دیں۔ بدیشی حکمرانوں کو نکالنے کے لئے سب سے زیادہ قربانیاں علماء نے دیں۔ انگریز سامراج کے خلاف جہاد ہمارے علماء نے کیا۔ مغربی پاکستان کا پرچم عالم دین سے سر بلند ہوا۔ مشرقی پاکستان کا پرچم عالم دین سے سر بلند ہوا۔ یہ ذرا تاریخ کو پڑھیں۔ سب سے زیادہ قربانیاں علماء کرام نے دی ہیں۔ اگر علماء کرام قربانیاں نہ دیتے تو یہ آج یہاں نہ بیٹھے ہوتے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: چلو اچھی بات ہے۔ اچھا جی۔ آپ کیا بات کر رہے تھے۔ میرا خیال ہے دو خواتین کو بول لینے دیں۔ پھر آپ کی باری آ جائے گی ورنہ آپ disturb ہوں گے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: میں تمام ہاؤس سے request کرتا ہوں آپ مہربانی کریں یعنی یہ ایسی بات جب آئی لیکن بعد میں جناب والا! آپ بحیثیت چیئرمین---، جو misbehave کر رہے ہیں آپ مہربانی کریں، بحیثیت چیئرمین control کریں۔ یہ ملائیت اور دوسرے یہ issues نہیں تھے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس کو بنا دیا گیا ہے۔ اس کو بنا دیا گیا ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: یہ باتیں مہربانی کر کے نہیں ہونی چاہییں۔ Senate کا Procedure کے مطابق کام ہو جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پری گل صاحبہ اور---

سینیٹر آغا پری گل: جی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پری گل صاحبہ: اس کے بعد آپ floor لے لیں۔

سینیٹر آغا پری گل: چلو لے لو۔ ایک منٹ بعد---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بولنے دیں اس کے بعد--

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: میری باری ہے نا اس وقت۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ہاں آپ باری لے لیں۔ جلدی کریں۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: بہت شکریہ آپ کا کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ پہلے تو

میں یہ کہوں گی اپنی بات دہراؤں گی کیونکہ شاید سب نے نہیں سنی کہ اسلام کے کوئی ٹھیکیدار نہیں ہیں، مولوی حضرات کے لئے ، ہمارے دل میں---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس بات کو چھوڑ دیں۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: نہیں جناب let me speak ایک بات سن لیں۔ مجھے آگے تو بولنے دیں - یہ جو الزام لگاتے ہیں کہ صرف یہی مسلمان ہیں اس سے دوسرے مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کا خود فرمان ہے کہ حقوق اللہ تو وہ معاف کر دے گا لیکن اگر حقوق العباد میں کسی کا دل دکھایا ہو گا تو جس کا دل دکھایا ہو گا اسی سے بندہ معافی مانگے گا۔ اس لئے میں ان سے درخواست کرتی ہوں کہ یہ اس طرح کے statement دینے پر ہاؤس سے معافی مانگیں کیونکہ الحمدللہ ہم سب مسلمان ہیں اور ہمیں، ہمارے مذہب کو کسی سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ دوسری بات کہ کوئی اسلام کا ٹھیکیدار نہیں ہے۔

(مداخلت)

Mr. Presiding Officer: Please do not interrupt.

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: میں چاہوں گی کہ میں اپنی بات مکمل کروں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ڈاکٹر سومرو صاحب بات سنیے گا۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: جب یہ بول رہے تھے تو میں نے مداخلت نہیں کی۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: غلط بیانی نہیں ہونی چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بات سنیئے گا، بات سنیے گا۔ ڈاکٹر صاحب بات سنیے ذرا۔

(مداخلت)

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: بات سنیے ، میں نے معافی نہیں مانگنی، اور دوسری بات یہ ہے کہ جب پیپلز پارٹی کا دور تھا اس دور میں بھی، ہر جو حکومت آتی ہے وہ یہ ہی کرتی ہے۔ اس دور میں بھی چھاپے مارے گئے۔ مسلم لیگی خواتین کو گرفتار کیا گیا اور چھاپے مارے گئے اس دور کو بھی یاد کریں۔ وہ دور ہمیں آج بھی یاد ہے۔ کسی بھی خاتون کے ساتھ میں سمجھتی ہوں زیادتی نہیں ہونی چاہیئے لیکن ہر دور میں ہر پارٹی یہی کرتی ہے۔ ہمارے ساتھ بھی

زیادتیاں ہوئیں اور میرے اپنے گھر پر خود چھاپے مارے گئے میری گرفتاری کے لئے اور یہاں پر ہاؤس میں ایک خاتون کو woman کہہ کر مخاطب کیا گیا۔ Treasury Benches کی تمام خواتین اس پر احتجاج کرتی ہیں کہ اس طرح کے الفاظ آپس میں استعمال نہ کیے جائیں۔ میرا ایمان میرے ساتھ میری قبر میں جائے گا' ان کا ایمان ان کے ساتھ ان کی قبر میں جائے گا۔ نیتوں کا حال صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس کے علاوہ اور کوئی نہیں---

Mr.Presiding Officer: Attention please , attention please.

مولانا صاحب ۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی۔ سومرو صاحب جب بات کر رہے تھے تو ہم نے interfereنہیں کیا اور آپ کی پوری بات سنی تو لہذا آپ بھی ہماری بات سنیں۔ جناب ! اگر کسی کا دل دکھا ہو یا نہ دکھا ہو ، افسوس کی بات ہے کہ اسلام مولویوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا ----

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: آپ کی تقریر سے اندازہ ہو رہا ہے کہ دل دکھا ہے۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی۔ ہاں ! اسلام نے ان کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا نہیں کیا لیکن سیاست نے ان کو اکٹھا کر دیا ہے ۔ ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہ پڑھنے والے آج ایک دوسرے کے پیچھے پلیٹ فارم پر ---------

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: چلیں، نہیں یہ بات نہ کریں۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی۔ ان کے فتوٰی سے یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں جناب بنگزئی صاحب نے جو کہا کہ کعبہ کی بیٹیاں' ذرا اس کی بھی وضاحت کر دیں۔وہ میری سمجھ میں نہیں آیا اور بات اوپر سے گزر گئی ۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: چلیں اس بات کو چھوڑ دیں۔ پری گل صاحبہ----

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: please سنیے ناں ، خاتون سینیٹر بول رہی ہے۔ جب آپ بول رہے تھے تو کسی نے آپ کو interrupt نہیں کیا۔ It is not your right to

interrupt.

سینیٹر آغا پری گل، سومرو صاحب شروع میں آئے تو بولتے ہی نہیں تھے۔ کچھ ہی مہینوں کے بعد ان کو پر لگ گئے ہیں۔ بہت پر آپ کو لگ گئے ہیں۔ by God

(مداخلت)

سینیٹر آغا پری گل، ہمیں بولنے ہی نہیں دیتے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ان کو بولنے دیں۔ Let us hear, it is a complete statement.

(مداخلت)

سینیٹر آغا پری گل: آپ لوگوں کو خاموشی سے سنتے ہیں کتنے افسوس کی بات ہے۔ جب آپ لوگ بولتے ہیں تو ہم لوگ چپ ہو کر سنتے ہیں۔ آپ بھی سنیں۔ کم از کم -----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: چلیے بولیے۔

سینیٹر آغا پری گل: جناب چیئرمین صاحب! سینیٹ کا احترام ہونا چاہیے ---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بڑی اچھی بات کی ہے آپ نے۔

سینیٹر آغا پری گل: جناب! یہ سینیٹ ایک معزز ادارہ ہے کوئی پرائمری سکول نہیں ہے جس طرح بچے آپس میں لڑائیاں کر رہے ہوں، گلی ڈنڈا کھیل رہے ہوں۔ کم از کم خدا کا واسطہ ہے کہ پریس والے ہمارے بارے میں کیا سوچتے ہوں گے کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ، اعوان صاحب ---

(مداخلت)

سینیٹر آغا پری گل: جناب چیئرمین صاحب! آپ میری بات سنیں اگر آپ میرے point of order کو اتنا light لیتے ہیں تو میں بولنے کی زحمت نہیں کروں گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں، نہیں آپ بولیے گا۔ ہم سب سن رہے ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل: اگر آپ صحیح طریقے سے میرے point of order کو سنیں گے اور اس پر صحیح عمل کریں گے تو پھر میں بولوں گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: عمل بھی کریں گے اور سنیں گے بھی۔

RE: INCLUSION OF SENATORS IN HAJ DELEGATION

سینیٹر آغا پری گل: مگر مجھے افسوس ہے کہ تین سال میں جتنے بھی points of order تھے ان کا کیا نتیجہ ہوا۔ پہلا میرا point of order یہ ہے کہ آج تک کسی point of order پر کچھ عمل نہیں ہوا، آج تک ہم نے جتنا بھی اپنے صوبے کے لیے point of order پر کہا۔ مگر مجھے دکھ ہوتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ بلوچستان، بلوچستان بھئی بلوچستان ایک پسماندہ صوبہ ہے تین سال سے میں واپڈا کے بارے میں یہاں پر بول بول کر تھک گئی ہوں کہ ہمارے اوپر جو سرچارج لگایا ہے وہ ختم کیا جائے۔ مگر آج تک کچھ نہیں ہوا۔ نمبرا۔

نمبر۲۔ جس طرح overseas کے بارے میں پوری لسٹ چھپی ہوئی تھی اور بلوچستان کا ایک بندہ بھی اس میں ملازمت کے لیے نہیں تھا۔ میں وہ لسٹ مانگنا چاہوں گی۔ مجھے باقاعدہ لسٹ دی جائے کہ کس صوبے سے کتنے لوگوں کو لیا گیا اور ان کا نام کیا ہے ان کے ڈومیسائل کہاں کے ہیں اور بلوچستان سے کوئی کیوں نہیں لیا گیا۔ کیا problem ہے۔

تیسری بات میں آپ کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ جناب ہمارے پرانے جتنے بھی سینیٹرز تھے جو retire ہو چکے ہیں، ان کی جتنی بھی schemes ہیں وہ آدھی بنائی گئی ہیں۔ یہ بھی ظلم ہے۔ کل آپ اور ہمارے ساتھ بھی یہی ہوگا۔ کم از کم ہمارے جو ex-Senators ہیں ان کے جتنے بھی پراجیکٹ چل رہے ہیں آدھے آدھے دیواروں تک۔۔ گورنمنٹ نے سارا ختم کر دیا ہے۔ یہ میں آپ کے knowledge میں لانا چاہتی ہوں کہ آپ ذرا لوکل گورنمنٹ کو کہیں کہ بھئی ہمارے پرانے retired سینیٹرز کی جتنی بھی سکیمیں تھیں---- جناب! یہ نہ صرف گورنمنٹ کا نقصان ہو رہا ہے بلکہ آپ کا اور ہمارا بھی نقصان ہو رہا ہے کہ وہاں پر سینیٹرز کو آدھا فنڈ

دینے سے انکار کر دیا گیا۔ لوکل گورنمنٹ کے پاسمیں خود بھی گئی تو وہ کہتے ہیں کہ provinicial government کے پاس ہے۔ آپ وہاں سے permission لیں - پرائم منسٹر صاحب کے پاس میں گئی تو انہوں نے کہا کہ وہاں پر کوئی بھی فائل نہیں آئی۔

میں اعجاز الحق کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے ہمیں حج کا کوٹہ دیا۔ مگر مجھے ایک بات پر بہت زیادہ دکھ ہوا کہ یہاں سے جو لوگ حج کرنے گئے اس میں ہمارا ایک بھی سینیٹر نہیں تھا۔ جس طریقے سے یہاں سے ایک plane چلا گیا۔ ----

(مداخلت)

سینیٹر آغا پری گل: جناب! میں ان لوگوں کے فائدے کے لئے بولتی ہوں۔ آپ لوگ بہت زیادہ بولتے ہو، آرام سے بیٹھے رہو۔ جناب چیئرمین! یہ دوسرا، تیسرا سال ہے کہ حج کے وفد میں کوئی سینیٹر شامل نہیں ہوتا۔ میں اعجاز الحق کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے ہمیں کوٹہ تو دے دیا۔ ایم این اے کو بھی اور سینیٹر کو بھی۔ مگر جس طریقے سے ان کے سارے ایم این اے ایک جہاز میں چلے گئے اور ہمارا ایک سینیٹر بھی اس وفد میں شامل نہیں تھا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وہ پیچھے سے ہاتھ اٹھا رہا ہے۔

سینیٹر آغا پری گل: بھائی حمیداللہ اپنی دوستی کی وجہ سے گئے ہوں گے۔ مگر آپ اس کو light نہ لیں۔ یہ light لے لیتے ہیں اس لئے ان کا کوئی کام نہیں ہوتا۔ یہ لڑائیاں کرتے رہتے ہیں۔ میں نے ان کو منع کیا ہے کہ لڑو کم، کام زیادہ کرو۔ یہ ان کے فائدے میں ہے۔ بولو گے تو نقصان آپ کا ہوگا۔ جناب! اس وفد میں ایک سینیٹر بھی نہیں تھا۔ مجھے بہت زیادہ دکھ ہوا۔ یہ لوگ تو کہتے ہیں کہ وہ کافر ہے، یہ مسلمان ہے، میں یہ نہیں کہوں گی۔ میرے لئے سارے سینیٹر برابر ہیں چاہے یہاں کا ہو یا وہاں کا ہو۔ ہمارے سینیٹروں کو اگلے سال حج وفد میں شامل کیا جائے ورنہ یہ ہمارے ساتھ زیادتی ہوگی۔ ہم یہ سوتیلا پن ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے سینیٹروں کو بھی ساتھ لے جایا کریں۔ ٹھیک ہے ٹکٹ ہمارا اپنا ہے مگر یہ ہے کہ اس وفد میں اللہ کے گھر کے لیے ہم تمام شامل ہوں گے۔

جناب! آخری بات میں آپ سے کہتی ہوں کہ صدر صاحب جب بلوچستان گئے تو میں

بھی وہاں تھی، بادینی صاحب تھے، کلثوم بی بی بھی تھیں، رزینہ بی بی بھی تھیں۔ ہم نے جب ان سے وہاں ملاقات کی تو request کی کہ ہمارا صوبہ غریب اور پسماندہ صوبہ ہے۔ ہمارے صوبے میں سال میں ایک فصل ہوتی ہے۔ دو سیزن نہیں ہوتے جس طرح پنجاب اور سندھ میں ہوتے ہیں کیونکہ یہاں لوگ ایک فصل اٹھاتے ہیں اور یہاں پر پانی اتنا نیچے ہے کہ جو غریب کسان ہے وہ مر جاتا ہے۔ اس کے پاس تو ٹیوب ویل بھی نہیں ہے۔ وہ دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بارش کردے۔ مگر کئی سالوں سے بارش بھی نہیں ہو رہی ہے۔ جناب! بلوچستان میں ایک عذاب ہے۔ ہم نے وزیراعلیٰ سے بھی بات کی ہے۔ وزیراعلیٰ نے ہمیں کہا ہے کہ یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔ میں صرف جو پرانی سبسڈی چل رہی ہے وہ دینے کے لئے تیار ہوں مگر واپڈا نے ہم پر ایک عذاب ڈالا ہوا ہے۔ جو غریب کسان پانچ ہزار کی فصل نہیں اٹھاتا واپڈا نے اس کو نوے ہزار کا بل بھیج دیا ہے، وہ کہاں سے دے گا۔ اس کو آپ ذرا غور سے سنیں اور اس کا حل نکالیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔

سینیٹر آغا پری گل: شکریے کی بات نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! یہ ایک بہت بڑا ایشو ہے۔ یہ زمینداروں کو قتل کرنے والا مسئلہ ہے۔ Thank you سے اگر یہ مسئلہ حل ہوتا تو میں بھی Thank you کرکے بیٹھ جاتی۔ مگر نہیں اس کو ذرا آپ دیکھیں اور واپڈا کا وزیر آج پھر نہیں ہے کیا فائدہ ہے ہمارے بولنے کا آپ مجھے بتائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کوئی فائدہ نہیں ہے۔

سینیٹر آغا پری گل: ہم اتنا بول بول کر تھک جاتے ہیں تو پھر جب متعلقہ بندہ ہی موجود نہ ہو تو کیا فائدہ ہے۔وہ تو ادھر ادھر کی باتیں کرکے چلے گئے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وہ تو چلے گئے ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل: یہ سبسڈی والا مسئلہ اور حج کا معاملہ یہ میرے لئے بہت اہم issues ہیں۔ میں درخواست کروں گی کہ آئندہ ہمارے ممبران سینیٹ کو ہر وفد میں عزت دی جائے اور ان کا احترام کیا جائے۔ میں اپنے سینیٹروں سے ایک درخواست کروں گی کہ خدا کے لئے آپس میں آپ لوگ نہ لڑیں۔ اس لڑائی میں ہمارے تین سال ضائع ہوگئے ہیں۔ جناب

چیئرمین! ہم ڈیسک بجاتے رہے ، گالیاں دیتے رہے اورکوئی کام نہیں کیا۔اب ہم چوتھے سال میں ہیں۔ چوتھا سال بھی ختم ہونے والا ہے۔ اللہ کے واسطے ہم لوگ کچھ ایسا کر کے جائیں کہ ہمیں سب یاد رکھیں ۔ ہم یہ کہیں کہ حکومت نے یہ کیا وہ کیا یہ بہت بری بات ہے۔ ہم اس وقت سینیٹ میں بیٹھے ہوئے ہیں ، سینیٹ کی عزت احترام کرنا آپ کا بھی فرض ہے اور ہمارا بھی فرض ہے۔ بالکل کسی کو بھی لوٹا نہ کہو۔ میں تو سمجھتی ہوں---

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: یہ بھول گئے ہیں آپ پھر یاد کر ا رہی ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل: جناب چیئرمین! میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی غلط بات ہے کہ وہاں سے ایک کہتا ہے "تو لوٹا "ادھر سے یہ کہتا ہے "تو لوٹا"یہ لوٹا لوٹا بچوں کا کھیل ہے۔ کوئی بھی لوٹا نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: اب تو کوئی بھی نہیں کہہ رہا۔

سینیٹر آغا پری گل: اب کوئی لوٹا نہیں ہے۔ ٹھیک ہے ہر بندہ کوشش کرتا ہے کہ جہاں سے وہ elect ہو کر آتا ہے، اپنے علاقے کے لئے کام کرے، اپنے لوگوں کے لئے کام کرے۔ کم سے کم (دوسری طرف اشارہ کرکے) اس کو تو بہت زیادہ پریشانی ہوتی ہے۔ یہ تو صرف شناختی کارڈ ہی بناتا رہتا ہے، نہ کبھی بلوچستان میں پانی کے بارے میں بولتا ہے، نہ بلوچستان کے واپڈا کے بارے میں ، جب بھی دیکھو شناختی کارڈ، شناختی کارڈ کہہ رہا ہے ، پتا نہیں جعلی شناختی کارڈ بنا رہا ہے کیا---

آخر میں، میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور اللہ تعالیٰ آپ کو بھی سلامت رکھے ، ان کو بھی اور ہمارے پاکستان کو بھی سلامت رکھے ۔ میں آپ کو ایک بات کہوں گی ، اسلام ہے ،پاکستان ہے ، پاکستان ہے ، آپ ہیں ، آپ ہیں تو ہم ہیں، ہم ہیں تو تمام صوبے ہیں، صوبے ہیں تو ہم سب ہیں ۔ آج کے بعد لڑائی ختم۔ پیار اور خلوص سے سینیٹ چلاؤ۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: جناب علامہ ڈاکٹر بابر اعوان صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان : من ترا حاجی بگویم تو مرا ملا بگو۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ Thank you Mr. Chairman. میں in a lighter side, just in two

sentences کہوں گا کہ یہاں آج یہ بات ہوئی اور مجھے بڑی خوشی ہوئی تھی کہ کچھ شعروشاعری اور لٹریچر کا تذکرہ ہوا لیکن بدقسمتی سے بعد میں ماحول ٹھیک نہیں رہا۔ میں ریکارڈ کے لیے کہتا ہوں کہ پاکستان میں چار شاعر شعر کہنے پر جیل گئے۔ فیض نے پابجولاں چلو کہا، جیل گئے۔ جالب نے کہا، میں نہیں مانتا، جیل گئے، فراز نے کہا، میرا قلم تو امانت ہے میرے لوگوں کی، جیل گئے اور استاد دامن گئے ۔ اس سے پہلے پوٹھواری اور ہندکو کے ایک بہت بڑے شاعر تھے ان کا نام بردا تھا، وہ انگریزوں کے زمانے میں جیل گئے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: انہوں نے کہا تھا کہ "جے پھانسی نئیں دیندا تاں پھڑ کن تاں دے"۔ اس بات پر جیل گئے تھے۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیرالدین بابر اعوان: دوسری lighter بات یہ ہے کہ آج بہت غصے میں ایک وزیر موصوف جو ملائیت کے خلاف تقریر کر رہے تھے وہ پیپلز پارٹی میں جمعیت العلمائے پاکستان سے آئے تھے وہ داڑھی رکھنے میں کامیاب نہیں ہوئے لیکن کافی عرصے تک وہ خود بھی ملا رہے ۔ Now, Mr. Chairman very quickly, I will take up two three things وزیر مملکت برائے داخلہ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، ان کی مجھے توجہ چاہیے۔

This pertains to my paternal home town Kahuta, there is a strike going for the third day

وہاں تھانے کے ساتھ جڑی ہوئی پانچ دکانیں ٹوٹی ہیں اور تقریباً لاکھ روپے کا سونا چوری ہوا ہے ۔

I spoke to the SDPO Rawalpindi, but nobody is doing anything. Kindly talk to them and ask them to recover it.

یہ کہوٹہ شہر کا issue ہے اس کو آپ اپنے level پر take up کریں۔

Mr. Presiding Officer: That is important.

Senator Dr. Zaheeruddin Babar Awan: Secondly, this issue is related to Balochistan. Many people have contacted me and they have narrated me

کہ ایف ڈبلیو او کو ٹینڈرز دیے بغیر نو سو کلو میٹر سڑک جس میں پنجگور، حوشاب، دالبندین، نوشکی اور نو کنڈی کے علاقے ہیں، مرضی کے rates پر ٹھیکے دیے گئے ہیں۔

Lastly very quickly, in one sentence, issue is pertaining to PTA.

اس کا کوئی نوٹس لینا چاہیے تو میں آپ کی توجہ کے لیے کہتا ہوں، مہربانی کرکے کہلوا دیں، this issue pertains to everybody. PTA کے جو rates ہیں موبائل کمپنی کے off net charges کے جو rates ہیں وہ پی ٹی اے کا notification ہے Notification is in my possession, if anybody is interested to see that from the Treasury Benches, I can do that. اور یہ customers سے hidden charges کے نام پر بہت زیادہ پیسے charge کر رہے ہیں تقریباً 45 سے 65% تک hidden chargesانہوں نے لگائے ہوئے ہیں which is against the laws of the PTA. میں یہ جاننا چاہوں گا کہ کیا پی ٹی اے اس سلسلے میں لوگوں کی شکایات کو public hearing نہیں دے سکتی۔ ان کو چاہیے کہ public hearing دیں تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ اس issue پر

Government is sensitized on it and PTA is doing something on it. And lastly, Mr. Chairman, میں آپ کے خلاف احتجاج کرتا ہوں کہ آپ نے امجد صاحب کو جس طریقے سے ڈانٹا ہے اور یہ شعر آپ کی نذر کرکے بیٹھ جاتا ہوں کہ

میری ضرورتوں سے زیادہ کرم نہ کر

ایسا سلوک کر جو میرے حسب حال ہو

سینیٹر محمد امجد عباس، مجھے شعر و شاعری نہیں آتی مگر صرف سننے کی حد تک رغبت ہے۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ ڈیڑھ گھنٹہ ہوگیا ہے and we are running the House on points of order. پھر یہ agenda نہیں بھیجا کریں، points of order پر ہی اجلاس چلا لیا کریں۔

Mr. Presiding Officer: Before I request Kamil Ali Agha, I will request Abbasi sahiba for one minute. It is going to be one minute.

Senator Saadia Abbasi: It might take two minutes. Thank you Mr. Chairman. I would like to speak on the detention and jail trial of Akhtar Mengal. I read in the newspaper yesterday that he has been given class B. Actually he is entitled to class A and the mere fact that his trial is going on in the jail, is a violation of human rights. It is a violation of all norms of humanity and I would also request the Chairman of the Human Rights Committee of the Senate to take note of it as to why he should be tried in a special court and in jail. There is nothing that Akhtar Mengal has done. It is political victimization and I would urge the Government that the wounds of the people of Balochistan have still not healed and it is the time that they start a process of reconciliation rather than igniting the fires that are still there. Thank you.

Mr. Presiding Officer: Thank you. Afridi sahib!

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی: میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ میں جناب! آپ کی توجہ ایک بڑے ضروری issue کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ یہ ابھی ابھی کی اطلاع ہے، ٹی وی پر بھی پٹی چل رہی ہے کہ allied forces نے پاکستان territory میں ایک check post پر bombing کی ہے جس میں کچھ بندے بھی مارے گئے ہیں۔ یہ کچھ عرصے سے عموماً دیکھا جا رہا ہے کہ کسی نہ کسی area میں bombing ہوجاتی ہے اور ہماری حکومت اس کا کوئی مثبت جواب نہیں دے رہی ہے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایک مرتبہ نہیں بلکہ دس مرتبہ allied forces کی طرف سے ایسا ہوا ہے۔ لہٰذا اس کا notice لینا چاہیے اور ان کو seriously یہ چیز convey کرنی چاہیے۔ جب تک حکومت پاکستان ان کے دو جہاز گرائیں گے نہیں، ان کو message convey نہیں ہوگا۔ لہٰذا ان کو یہ clear کر دینا چاہیے کہ آج کے بعد یا اس کے بعد ایسی کوئی حرکت ہوتی ہے تو اس کو definitely اسی طریقے سے handle کرنا چاہیے اور

اگر یہ ان کے بس میں نہیں ہے تو tribal people خود اتنے capable ہیں اور اس قسم کے arms ہیں ان کے پاس کہ وہ پھر مجبوراً خود ہی اس کو defend کرنے کی کوشش کریں گے۔ لہٰذا میری یہ درخواست ہے کہ اس کو strongly condemn کیا جائے اور ان کو seriously اس چیز کے بارے میں آگاہ کیا جائے کہ وہ اس چیز میں احتیاط سے کام لیں۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. O.K. we have three ministers with us. Would you like to say.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب! مجھے ایک گزارش کرنے دیجیے، I am a Federal Minister. میں ایک بات جو معزز سینیٹر نے کہی ہے۔ افغان فورس ہو یا NATO Force ہو، whosoever, if in the territory of Pakistan anybody whosoever attacks it must be retaliated ہمیں اس بات پر افسوس ہے اور اس کو ہم condemn کرتے ہیں کہ اس طرح نہیں ہونا چاہیے اور یہ بات قوم کے لیے اور پاکستان کے لئے مضر ہے کہ foreign force آکر پاکستان کے اندر، پاکستان کے شہریوں کو مارے اور اس طریقے سے خاموشی اختیار کر لی جائے۔ یہ condemn کرنے کی بات ہے۔ We should not allow and we will not allow and they should be retaliated اور ان کو اسی طریقے سے treat کرنا چاہیے جس طرح ایک enemy کو treat کیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ واقعات تو بعد میں پتا چلیں گے کہ how they have done it لیکن اگر یہ بات صحیح ہے کہ ہمارے اندر ہی ہماری force پر NATO یا

whosoever was even the Afghan Forces, they are hit. That is very bad and we condemn and we *Insha Allah* will give a statement after some time after finding out all the facts and figures.

Mr. Presiding Officer: Warriach sahib.

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ (وزیرمملکت برائے داخلہ): جناب چیئرمین! یہاں پر جو مختلف نوعیت کے نکات اٹھائے گئے ہیں، میں ان پر مختصر بات کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے

پہلے آپ سے انتہائی ادب و احترام کے ساتھ اور قابل صد احترام اور مقدس ہاؤس سے معذرت کے ساتھ ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جتنے بھی points of order پر بات ہوئی ہے جناب چیئرمین! وہ آپ کا حکم سمجھ کر، آپ کی اجازت سمجھ کر، ہم انہیں points of order مان لیتے ہیں لیکن ان میں سے ایک بھی point of order نہیں ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : یہ for your information کہ اس کو zero hour treat کیا جاتا ہے۔ By the House consensus.

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ : چونکہ آپ نے اجازت دے دی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : point of order اور zero hour میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ اس کو ہم نے with consensus zero hour treat کیا ہے۔

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ : ٹھیک ہے آپ کا حکم ہے۔ سب سے پہلے جناب رضا ربانی صاحب نے یہاں پر کراچی کے واقعے کے متعلق بات کی ہے۔ ساتھ یہ بھی انہوں نے بتایا کہ یہ واقعہ ڈیڑھ، دو گھنٹے پہلے کا ہے۔ میں اس وقت ہاؤس میں موجود تھا۔ میں جونہی یہاں سے جاؤں گا اس کے متعلق رپورٹ as soon as possible ہاؤس میں پیش کر دی جائے گی۔ جناب چیئرمین! بات یہ ہے اور میرا کوئی دوست اس بات کو محسوس نہ کرے کہ یہ بات پاکستانی سیاسی کلچر کا حصہ بن چکی ہے کہ جب حکومت ان لوگوں کی ہوتی ہے تو ان سے سوال کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ لاء اینڈ آرڈر کی situation بن گئی تھی، 144 کی خلاف ورزی ہو رہی تھی۔ جب ادھر بات آتی ہے تو بڑی ناراضگی کے ساتھ بڑے غصے کے ساتھ یہ احتجاج کرتے ہیں لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو بھی صحیح رپورٹ ہوئی وہ وہاں سے لے کر ہاؤس کو بتا دی جائے گی۔

لاپتا لوگوں کے متعلق ایک عرصے سے بات چل رہی ہے۔ ڈاکٹر شیر افگن صاحب نے کہا کہ ہمارے لئے بھی وہ خواتین قابل احترام ہیں، ہماری مائیں بہنیں ہیں، ہم ان سے ملے بھی ہیں، ہم نے ان کے سارے حالات بھی پوچھے اور انہیں تسلی دینے کی کوشش بھی کی۔ کچھ لوگ recover بھی ہوئے ہیں۔ باقی سپریم کورٹ نے suo moto action لیا ہوا ہے۔ باقی

حقائق بھی سامنے آجائیں گے اور جو کوشش وزارت داخلہ کی طرف سے ہوگی اس میں کوئی کمی نہیں چھوڑی جائے گی۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں۔

اس کے بعد مسجدوں کا مسئلہ ہے۔ ایک بات کا مجھے افسوس ہے کہ ہمارے کچھ علمائے کرام نے یہ کہا کہ مذہب کے معاملے میں ان لوگوں کو بات ہی نہیں کرنی چاہیئے۔ مجھے اس کا بے حد افسوس ہے، ہم سب مسلمان ہیں۔ مذہب پر ہم سب کا اتنا ہی حق ہے جتنا ان لوگوں کا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنانا چاہتے تھے۔ جبکہ آپ کو بھی یقین ہے، پورے ہاؤس کو علم ہے کہ پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنانا تو دور کی بات ہے۔ جمعیت علمائے ہند اور جماعت اسلامی نے پاکستان بنانے کی مخالفت کی تھی۔ آج خاص طور پر میں نے یہ نوٹ کیا ہے اور میں علمائے کرام سے یہ درخواست بھی کروں گا کہ اتنا ترش اتنا تلخ لہجہ کسی عام آدمی کو بھی زیب نہیں دیتا۔ آپ تو علمائے کرام ہیں۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ جو بات بھی آپ کہنا چاہتے ہیں کہیں، لہجہ اتنا ترش نہ ہو، اتنا سخت نہ ہو، آپ کی مہربانی ہو گی۔

اس کے بعد سہیل قلندر صاحب کے اغوا کا مسئلہ یہاں پر پیش ہوا۔ اسفند یار ولی صاحب نے---

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو ۔ مسجد کے بارے میں۔

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ ۔ جی میں مسجد کے بارے میں بات کرتا ہوں۔ مسجد کے معاملات یہ ہیں کہ کوئی مسلمان یہ تصور بھی نہیں کرسکتا کہ وہ خدا کے گھر کو ایسے شہید کر دے۔ اس کے حالات کیا ہیں، وہ کس جگہ پر تعمیر تھی، وہ کب سے تعمیر تھی، یہ واقعہ کیسے ہوا وہ رپورٹ بھی، آپ سب اسلام آباد میں رہ رہے ہیں۔ اس وقت سینیٹ کا اجلاس جاری ہے۔ آپ کے سامنے جو حقائق، جو حقیقی رپورٹ ہو گی وہ اس ہاؤس کے سامنے پیش کر دی جائے۔

جناب یہاں پر ایک بڑی دلچسپ بات اغوا کی چلی۔ میرے ایک دوست نے یہاں پر اعتراض کیا اور میرے دوسرے فاٹا کے دوست نے اٹھ کر یہ کہا کہ سرحد حکومت اپنی نااہلی چھپانے کے لئے ایسا کر رہی ہے۔ میرے تیسرے دوست نے اٹھ کر، مندوخیل صاحب نے غالباً یہ تصدیق کردی کہ جناب والا! یہ سارا کاروبار تو پشاور کے اندر بیٹھ کر ہو رہا ہے۔ وہاں پر

گروہ بیٹھے ہوئے ہیں تو یہ معاملہ صوبائی حکومت کے ساتھ بیٹھ کر ہمارے دوستوں کو طے کر لینا چاہیئے۔

بلوچستان سے میرے دوست سینیٹر رضا صاحب نے نادرا کے متعلق بات کی ہے۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے وہ ایک تحریر کی شکل میں' ایک سوال کی شکل میں مجھے لکھ کر دے دیں تو میں دو دن کے اندر آپ کو اس کا جواب دینے کا پابند ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت اچھے' there is right response.

چوہدری ظفر اقبال وڑائچ: اسفند یار ولی نے جو بات کہی ہے' چونکہ انہوں نے کہا ہے کہ یہ آج کا واقعہ ہے۔ وہ میرے لیے بھی' میں سمجھتا ہوں alarming ہے اور اس کی انکوائری جلد از جلد کروا کے ---' کیونکہ ایک انتہائی ذمہ دار سینیٹر نے یہ بات کر کے اپنا واقعہ بیان کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ ہم سب لوگوں کے لیے شرم کی بات ہے اگر ایسا واقعہ ہوا ہے۔ اس کے خلاف کارروائی بھی کی جائے گی اور اس کی رپورٹ پہلے ہمیں حاصل کر لینے دیں۔ میرے خیال میں اور کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔

محترمہ نے کہا کہ جی جو ہم یہاں Points of order پر باتیں کرتے ہیں تو اس میں جہاں تک Point of Order ہوتا ہے' point of order آپ نہ کہیں' آپ کہیں جو مسائل ہم یہاں اٹھاتے ہیں تو متعلقہ وزارت اس کی جواب دہ ہے۔ اگر مجھ سے متعلقہ کوئی اور بات ہے تو میں اس کے لیے حاضر ہوں ورنہ جو باتیں میرے سامنے لائی گئی ہیں میں نے انتہائی نیک نیتی سے اور اس ہاؤس کا احترام اور سینیٹ کا احترام دیکھتے ہوئے اس کا جواب دیا ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ دوں گا۔ بڑی مہربانی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آغا صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: آواز نہیں آرہی' نہیں آرہی۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: ویسے آپ سننا نہ چاہتے ہوں تو دوسری بات ہے۔ میں کہنا یہ چاہ رہا ہوں کہ مسجد والے معاملے میں ---

Mr. Presiding Officer: I will interrupt you here, are you suggesting that these mosques were demolished under orders?

اس کی وہ ہمیں اطلاع دیں گے؟

سینیٹر کامران مرتضٰی: جی دوسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی کام لینا بھی ہے تو اس کے لیے کوئی time frame ہوتا ہے۔ یہ تو نہیں ہے کہ جی ہم آپ کو report دیں گے۔ رپورٹ کب دیں گے، جمعہ کو اجلاس ختم ہو رہا ہے۔ اس کے بعد ایک مہینے، ڈیڑھ مہینے کے بعد باری آئے گی اور معاملہ پرانا ہو گیا ہو گا۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: جمعہ سے پہلے دیں گے۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: نہیں Sir جمعہ نہیں، اس کے لیے انکوائری تو نہیں کرنی ان کو۔ کل تک بتائیں، کل تک بتائیں کہ معاملہ کیا ہے؟

سینیٹر کامل علی آغا: یہ Minister Sahib نے بڑے مثبت طریقے سے explain کیا ہے otherwise Rules دیکھ لیں ان میں قطعی طور پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ Point of order تو یہ بنتا ہی نہیں ہے۔ یہ ہے ہی نہیں Point of order. لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو ممبران بھی ----

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: اور وہ کہہ رہے ہیں تو let them come forward.

سینیٹر کامل علی آغا: یہ ہماری نیک نیتی ہے کہ اگر وہ information مانگتے ہیں تو ہم وہ information ضرور فراہم کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب چیئرمین، میں محترم----

Mr. Presidng Officer: You have taken over now.

باقی points آپ take up کر لیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: جی جی۔ میں ان سے گزارش یہ کروں گا کہ جو rules کے مطابق طریقہ کار ہے، lay down procedure موجود ہے۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ معاملات انتہائی اہم ہیں تو Adjournment Motions بھی ہیں، Resolutions بھی ہیں، Privilege

Motionsبھی ہیں' سوالات بھی ہیں۔ جو طریقہ کار ہے وہ طریقہ adopt کریں تاکہ ensure ہو جائے کہ ہرصورت میں متعلقہ Ministry یہاں پر آکے جواب دے۔ Otherwise میں یہ سمجھتا ہوں جو Minister Sahib نے کہہ دیا ہے وہ sufficient ہے اور اس پر یقین کریں انشاء اللہ متعلقہ informations فراہم کی جائیں گی۔

Mr. Presiding Officer: Would you like to add something?

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I will make a request to the honourable .....

Mr. Presiding Officer: May I come to the agenda now?

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, just one second. I will just take one second. Through you I will make a request to the honourable Minister of State for Interior and the honourable Minister of State for Parliamentary Affairs

جو انہوں نے باتیں کیں وہ بالکل درست ہیں

and I must say when the Interior Minister has responded but I would request that today is Monday, not Tuesday but Wednesday

تک کوشش کرکے مسجد کی رپورٹ اگر ہاؤس میں لے آئیں تو ----

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: Wednesday تک ٹھیک ہے جی۔

Senator Mian Raza Rabbani: Thank you.

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Presiding Officer: I will be coming back to agenda.

آج ہمارا Zero hour two hours بن گیا ہے ۔ Now would you permit me to take up leave applications in half a minute.?

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جناب محمد عباس کمیلی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۲۲ جنوری تا اختتام حالیہ اجلاس ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا رخصت منظور ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : میر اسرار اللہ زہری نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۸ تا ۲۲ جنوری کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا رخصت منظور ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : نواب محمد ایاز خان جوگیزئی ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۸ اور ۱۹ جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے ۔ اس لئے انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا رخصت منظور ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : ڈاکٹر جاوید لغاری صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۹ ، ۲۲اور ۲۳ جنوری کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا رخصت منظور ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر :ڈاکٹر محمد علی بروہی ناسازی طبعیت کی بنا پر مورخہ ۱۹ جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے ۔ اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا رخصت منظور ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : محترمہ عافیہ ضیاء نے ناسازی طبعیت کی بنا پر آج مورخہ ۲۲ جنوری کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا رخصت منظور ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر :جناب لیاقت علی جتوئی صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ کراچی میں پہلے سے طے شدہ مصروفیات کے باعث آج مورخہ ۲۲ جنوری کو اجلاس میں شرکت

نہیں کرسکیں گے ۔

جناب محمد علی درانی صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر ہیں ۔ اس لئے مورخہ ۲۰ تا ۲۴ جنوری اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے۔

مسٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق تھہیم صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ کراچی میں سرکاری مصروفیات کے باعث مورخہ ۲۲ اور ۲۳ جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے ۔

جناب راؤسکندر اقبال صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ بعض سرکاری مصروفیات کے باعث آج مورخہ ۲۲ جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے ۔

میرخالد احمد خان لنڈ نے اطلاع دی ہے کہ وہ ملک سے باہر ہیں اس لئے مورخہ ۲۴ جنوری تک اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے اور سیدصفوان اللہ صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ کراچی میں ہیں ، اس لئے آج مورخہ ۲۲ جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے ۔

Now we come to the next item that is privilege motion by Mian Raza Rabbani.

سینیٹر میاں رضا ربانی : جناب چیئرمین ! میری یہ privilege motion ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے توسط سے ہاؤس میں پیش کروں ۔

Mr. Presiding Officer: Yes, please.

PRIVILEGE MOTION. RE: STATEMENT OF MINISTER ON BIFURCATION OF CAA.

Senator Mian Raza Rabbani: This is Mr. Chairman, a breach of privilege of the House has been committed by the Minister of State for Defence while replying to a Call Attention Notice on the Civil Aviation dated the 7th of August, 2006.

The following amongst others are the facts:

That Call Attention Notice was filed with the Senate Secretariat by the undersigned Senators on 13th July,2006.

2. The said notice appeared on the Orders of the Day of 7th

August, 2006 and the matter was taken up. The undersigned Senator, categorically alleged that Foreign Consultants had been hired by the Civil Aviation Authority for restructuring. The said consultants had made a recommendation for bifurcating the Authority as a prelude to its privatisation. The aforegoing is substantiated by the verbatim of the Senate dated the 7th of August, 2006.

3. The Minister of State for Defence who was the Minister Incharge while replying to the said notice stated categorically that the Authority was not being bifurcated, nor was any part of that going to be privatised. This, he repeated on a number of occasions. The aforesaid is substantiated by the verbatim of the Senate dated 7th August, 2006 at pages 54, 56 and 58 of the same.

4. The said statement of the Minister incharge was elaborated, reinforced and reconfirmed by his Cabinet colleagues as reported in the verbatim of the Senate of the said date. Hence the matter was disposed of on the assurance of the Minister incharge.

No. 5. Subsequently it transpired that a Board meeting of the Civil Aviation Authority was held on or about 16th January, 2007 wherein, as a consequence, recommendations were made by two sets of consultants, the Board decided to bifurcate the Civil Aviation Authority (as reported in the national press of the 17th January, 2007) the foreign based company which had been referred to by the undersigned Senator was also referred to in the Board meeting.

That from the aforegoing facts it is evident that a Dubai based

company was acting as consultant to the Civil Aviation Authority, which had recommended the bifurcation. The documents relied upon by the undersigned Senator, with which the Minister Incharge was confronted were genuine and correct. Therefore, the Minister with deliberate intent misled, misguided and made a factually incorrect statement on the floor of the House. This act of the Minister incharge has breached the privilege of the entire House. Therefore, the matter may be referred to the Standing Committee on Rules of Procedure and Privileges.

Mr. Presiding Officer: Is it opposed?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: I oppose it.

پہلے آپ بیان دیں گے؟ یہ تو سارا آپ نے بیان دے دیا۔ let me now rebut it. ایک تو
بات یہ ہے کہ a singular matter should be under consideration for once and
it should be immediate, it has gone a continuous process اب اس میں انہوں
نے دو points لئے ہیں کہ

Bifurcation of Civil Aviation Authority was a correct thing, which was told to and the Minister concerned incharge did not reply properly and he refused that there is going any bifurcation. Later on, when a consultant company was hired, in recommendation, that company did advise the Civil Aviation Authority to be bifurcated for its restructuring. The entire thing which have been said in this question of breach of privilege,

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس پر

question of breach of privilege there is no privilege motion at all, untill,

unless it is confirmed by the House and then it is referred and becomes a motion. There and then the basic issue is its title is wrong.

The whole story which have been narrated seems to be in sequence and looks to be good and it amounts to be as if a question of breach of privilege has been done by the Inchage Minister, there is no truth in it. Practically what happened, I can give the detail, I have entirely gone into the matter, the matter isquite different. There has been no proposal of bifurcation of Civil Aviation Authority, the main thrust upon it is that this organization is being bifurcated, no bifurcation. Authentically, I do say again on the floor of the House.

Secondly, the thing what happened to bring it according to the standard of IATA which is known as standard of Civil Aviation, restructuring has been proposed, a company was hired, consultants were hired, McChanzy and they gave a report which was insufficient, again they were asked to go internally and look into how it can be restructured and can be bettered in its functions as compared to as it is now.

Therefore, only this matter is so much not beyond that a Minister was not at all wrong and he did not cause breach of this House or contempt of this House, question of breach of privilege does not arise. With these humble submissions I will say that it should be ruled out of order, it doesn't become breach of privilege.

Mr. Presiding Officer: Are you suggesting that on that day there was no bifurcation consideration?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Not at all, even afterwards it has not been advised and it is not going to be done. Never have been under considerationthe bifurcation, restructuring internal. That point I do agree McChanzy, the consultant name is, they were really hired for this, to restructure, to invigorate it, to internally make it more powerful or more functional and it should be according to the international norms laid down by IATA, it should be equal to that. Thats the whole point, it doesn't go beyond this.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نیازی صاحب کا کہنا ہے کہ اس روز کوئی ایسی بات نہیں تھی۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: میں اسی پر آ رہا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ اسی پر آ رہے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: میں اسی پر آ رہا ہوں۔ جناب چیئرمین صاحب! یہ verbatim میرا دیا ہوا نہیں ہے، یہ verbatim یہاں کی Senate کا ہے اور میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ pages 54, 56 اور 58 کو پڑھیں جس میں وزیر نے بالکل کھلے الفاظ میں کہا ہے کہ bifurcation نہیں ہو رہی، پہلی بات۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں ہو رہی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: نہیں ہو رہی۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: Bifurcation نہیں ہو رہی۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ میری بات سن لیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں، I just don't understand it.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, you did not interrupt him, don't interrupt. Whatever your queries are? I will answer them and I will

try and satisfy you to the best of my ability. Sir, No.1.

جناب چیئرمین صاحب! اس کے بعد میں آپ کی توجہ Chair کی observations کی طرف بھی لے کرجاؤں گا۔ اس وقت Deputy Chairman preside کر رہے تھے، اگر آپ یہ pages note کر لیں کیونکہ آپ verbatim نکال کر، پڑھ کر پھر کوئی فیصلہ صادر کریں گے۔ Page 55 پر Deputy Chairman نے کہا ہے .he has denied it میں پھر آپ کو آگے لے کر چلتا ہوں جناب! page 57 پر and then Minister for State for Parliamentary Affairs انہوں نے کہا کہ جواب وزیر صاحب نے دے دیا ہے، انہوں نے کہا ہے کہ bifurcation بھی نہیں ہو رہی، یہ page 57 پر ہے۔ لہذا، جو میں نے کہا کہ

his statement was reinforced by his colleagues and by the Chair that no bifurcation has taken place, therefore, this was put a side. Now, Mr. Chairman, I would like to place before you the minutes of the decision taken in the 117th meeting of CAA Board held on 2nd October, 2006, at 10 00 hours in the Auditorium of Ministry of Defence.Rawalpindi.

Mr. Presiding Officer: Please.

Senator Mian Raza Rabbani: These are the minutes and I willplace them on the record of this House. In these minutes at item No.2, adhoc item restructuring of CAA then Mr. Chairman, I have before me

جو یہ کہہ رہے ہیں کہ no restructuring is taking place. I have before me Mr. Chairman, charts.

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: Restructuring کا میں نے تو کہا ہے۔

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, what is bifurcation and what is restructuring?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: No, no restructuring.

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, here is the bifurcation. Sir, I did not interrupt him.

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: ان کو سن لیں، نہیں، ان کو سن لیں۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I did not interrupt him. Mr. Chairman, here are the the structures which have been given by that company which clearly show that it is being bifurcated into various heads. And that is how, it is being done, it is being bifurcated into the Logistic Cell, the Airport Cell and so on and so forth. Therefore, Mr. Chairman, and there is a press statement which is printed on the 17th which till today has not been contradicted by the Ministry of Defence and which has very clearly said that the Defence Secretary presided over the Board meeting in which the bifurcation of Civil Aviation Authority was taken into consideration and was approved. And I can place that press clipping also on the record before you and till today, the CAA...

Mr. Presiding Officer: Raza sahib, Do you have spare of this?

Senator Mian Raza Rabbani: Yes, I will give you all of this.

Mr. Presiding Officer: And as you very well know sir, there is a Supreme Court judgement to the effect that is a news item unless explicitly contradicted would be taken to be correct. The Defence Secretary was quoted, the Board meeting was quoted for two consecutive days on the 16th, the news item appeared that a Board meeting is being held in which the bifurcation issue is to be discussed, on the 17th follow

up item appears, that bifurcation has taken place, that the Defence Secretary has given his approval and neither the CAA nor the Ministry of Defence bothered to contradict it. So, there was a clear cut, deliberate attempt by the Minister to cover up and the minutes show that on the date when this motion was taken up and on that date the Dubai based Consultant had already been engaged on a hefty fee. The CAA had undertaken not only to pay that fee but also to pay the local taxes on their behalf and then subsequently, when they imported, and this is also in the verbatim which you will find, I said "that a new Director General of CAA, who was Chairman of Shell is being imported into the CAA for the purpose that he bifurcates it and then he goes on to privatize certain parts of the Civil Aviation Authority." That was also denied by the Minister but after one month, the Chairman of Shell came as Director General of CAA. He is still Director General of CAA. He employed another Consultant. He asked LUMS to carry out a consultancy although these Consultants were there and he paid a hefty fee to LUMS again and LUMS also suggested that there should be a bifurcation of the CAA and that bifurcation has taken place. I shall place all of these papers with you and then I would leave it toyou to go through them and then to come to a conclusion on it.

Mr. Presiding Officer: Very right.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ جناب چیئرمین ! may I read the paper
یہ میں اب پڑھ کر بتاؤں گا تاکہ آپ اس پر whatsoever he has read and like that.

whether he is right or I am right. فیصلہ کر سکیں کہ

Mr. Presiding Officer: Do you also have a written brief as he has?

کیا آپ کا brief in writing ہے؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جی in writing ہے۔ اس لیے کہ اب مسئلہ ان papers پر آ گیا تو یہ بیٹھے رہے کہ we should decide it on merit. انہوں نے LUMS Modern Sciences کی جو University ہے، اس کا حوالہ بھی دیا ہے، اس کو engage بھی کیا گیا تھا۔ Main thrust of privilege question moved by him انہوں نے motion لکھا ہے، یہ privilege question ہے،

moved by Mian Raza Rabbani, Senator, is on the following statement by the Minister of State for Defence while replying to a call attention notice on the Civil Aviation Authority dated 7th August, 2006. The Minister of State for Defence, who was the Minister in charge, while replying to the said notice, stated categorically "that Authority was not being bifurcated." This is very important. "Nor were any part of the Authority going to be privatized." This, he repeated on a number of occasions. The aforesaid stated is substantiated by the verbatim of the Senate dated 7th August, 2006 at pages 54, 56 to 58. It may be reaffirmed that the above statement of the Minister of State for Defence was factually correct as there is no idea/plan to bifurcate the Authority or to privatize any part of it. Whatever has been reported in the national press on 17th January, 2007 is not the truth. This is very important, which has come into the press. In pursuance of the directive of the Prime Minister of Pakistan, Civil

Aviation Authority had hired services of Consultant namely M/s Machenzy for preparation of a business plan for CAA. The Consultant submitted their report to the CAA Board, which was discrepant, requiring clarification in various areas. The CAA Board, therefore, directed the Consultant to come up with a comprehensive report which is awaited. So far as, the alleged restructuring of Civil Aviation Authority is concerned, it may be pointed out that no privatization of Civil Aviation Authority at present is under consideration either by the Government of Pakistan or CAA. Factually, it was overdue to turn around Civil Aviation Authority into a dynamic organization at par with the requirements of IATA or above standards that professional services are plumed for implementing organizational transformation in CAA and it was acquired with the following objetives:-

- To develop vision and core value of CAA to design an organizational structure that supports the new vision and mission and meet the needs of the future.

- To develop a chain implementation strategy which incorporates new ways of working. Their performance is result of the core criteria for individual growth consistent with goals and objectives of newly designed organization.

- To provide support to CAA during the implementation process.

Accordingly a transformation and restructuring workshop was organized by CAA from 17th to 19th November 2006. The workshop was

conducted by faculty of LUMS in which 65 to 70 high ranking Managers of CAA actively participated and this was unanimously agreed that the poor activities of CAA revolve around the following:-

Regulatory Air, Navigation service, Airport services based on the faculties of the workshop. A plan of action for re-alignment of the existing gesture of CAA to achieve better performance/growth was presented before the CAA Board in its meeting held on 16th January 2007. It was approved. The objectives to be achieved are enumerated below:-

The realignment has only identified the poor activities of CAA and functional activities will be streamlined. For clear growth the structure has been broadened to provide progression opportunities on the basis of performance. Civil Aviation Training Institute is being upgraded for better development of clear growth of individuals by maximizing the value of the individuals. The restructured Merchant Directorate will improve the financial health of organization. The exercise is aimed at maximizing the potentials of the organization and has no concern whatsoever with the privatization. Foregoing in view no breach of privilege of the House has been committed by the Minister of State for Defence as alleged by the honourable Senator Mian Raza Rabbani. The motion may therefore, please be rejected forthwith as it does not stand as a breach of question of privilege. Thank you very much.

Mr. Presiding Officer: My query for both of you is that was on that day a mis-statment made on the issue before the House.

Senator Mian Raza Rabbani: Yes.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: No.

Mr. Presiding Officer: Just a minute, I think if both of you confine yourself only to this point that whether on that day it was the factual mis-statement or not and I think that will serve ....

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, sir, I think perhaps I was not able to bring it out before you, I have here the documents, which I said, I would place before you. Decisions taken in the 117th meeting of CAA board held on 2nd October 2006, this is a motion which came up in August. This is a board meeting which is taking cognizance of that in October 2006. So as you know very well Mr. Chairman that even if I was to go along with the words of the honourable Minister for Parliamentary Affairs, even the question of restructuring cannot be taken up overnight. Consultants cannot be hired overnight, they cannot prepare a report overnight and here Mr. Chairman, I will place these minutes before you as adhoc item restructuring of CAA decision No. 2 and this goes on till here, the faculty of LUMS is talking about everything. So, how is it possible that on that date when the Adjournment Motion came about, the process had not started and the Minister when you will read the verbatim Mr. Chairman, is categorical when he says that there is no bifurcation taking place. In his words no restructuring was taking place. In fact, he went to the extent of saying that in polite terms that what I am talking is tommy-rot and then that was

reopen, that was not only my impression but you will find in the verbatim when the Deputy Chairman was presiding and the Deputy Chairman said that he has denied it. The honourable Minister of State Kamil Ali Agha has said that he has made a categorical statement that there is no such thing and here are the minutes of the board meeting, I am not giving you the minutes of the *'aira ghaira'* meeting, these are the minutes of the board. And Mr. Chairman, I would like to again on the question of restructuring and bifurcation, on the question of bifurcation I am just trying to use his word which is not the correct word, here Mr. Chairman, is the consensus structure of the new CAA, it has a Director General, then it has a regulatory, air traffic services, airport services, prior to this, the structure of the CAA is given here.

Mr. Presiding Officer: So, you are referring to organogram----

Senator Mian Raza Rabbani: That is right sir.

Mr. Presiding Officer: It is an organogram.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ انہوں نے یہاں
اگست کی بات کی workshop was held, یہ میں نے بتایا تھا ۱۷ تا ۱۹ نومبر ۲۰۰۶، Later on
اور انہوں کی convene اور انہوں نے یہ a workshop was held by faculty, LUMS,
نے یہ ساری proposals دیں کہ regulatory air navigation service, airport
اور اس میں held کی گئی ہے اور یہ ورکشاپ بیان ہے اس کا afterwards اب یہ service.
جو کچھ کہا گیا ہے کہ اس کے تین فرائض ہیں Regulatory, navigation service and
تھا کہ کیا اس کی question یہ تو نومبر کی بات ہے۔ اب جہاں تک airport service.
bifurcation اس وقت ہو رہی تھی یا ہو گئی ہے۔

The bifurcation concept has been updated. I have told it to this august House that there was no proposal of bifurcation, therefore, the breach or question of privilege of this august House does not arise at all.

Mr. Presiding Officer: So, I think would you permit me......

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, let me clarify. The honourable Minister is trying to mislead the House and to mislead you. The point is that this exercise has taken place in two tranches.

Mr. Presiding Officer: He may not be happy when you interrupt

Senator Mian Raza Rabbani: No, no, I am placing before you what the factual position is. This exercise has taken place in two tranches. The first tranche where a Dubai based company had been commissioned to carry out a study and it was on the basis of the Dubai based company's finding that CAA should be bifurcated and certain portions of the bifurcated CAA should be handed over for privatization that the Call Attention Notice took birth and thatfinding mentioned in these minutes of the board and who was present Chairman Lt. General Tariq Wasim Ghazi, member, Air Vice Marshal Rasheed Kalim, Mr. M.Akram Malik, Mr. Basit Ahmed Sultan and so on. These are the entire minutes. The second exercise comes when the new DG, Civil Aviation Authority comes and that is of LUMS, that is a second exercise. That workshop may have been held in November but the commissioning of LUMS is mentioned in these minutes. It says that the faculty of LUMS has been

hired to facilitate the restructuring process.

Mr. Presiding Officer: I think, it is a very serious matter. One has more....

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب ایک فقرہ مجھے کہنے دیں۔

The tranche, the word is very specific for the money transaction by the International Fora.

Mr. Presiding Officer: I think, it is a very serious matter. We all abhor any Minister making a wrong statement. What I do is, I would examine. One thing I recommend he should go back to the bar(smilingly). If I could have your papers, I certainly will examine it. Let me examine it.

Senator Ilyas Ahmad Bilour: There is the only way that the Privileges Committee can, you know,lookafter it and go in detail.

Mr. Presiding Officer: The Privileges Committee has its own wisdom but let me examine it.

Senator Mian Raza Rabbani. Sir, *stricto senso*, what you would be going into, would be whether a breach of Privilege has been committed or not and that in essence is the function of the Privileges Committee.

Mr. Presiding Officer: I would primafacie, find out that does it have a semblance and I would refer it even then. Even if it has a semblance, I would refer it. I agree with you it is the function of the Committee to decide this, its not for me to determine but its only to assess. We have bad habits of referring the documents.

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: The Defence Committee be consulted also because they have been mis-represented on a number of occasions and that also be checked.

Mr. Presiding Officer: That's not before the House today; its not before us today. Its only specific. Now I think, we are getting close to 8:30. The Press makes a grievance that they cannot give the reporting of the Senate proceedings if we adjourn late. So, it is up to us, do we go on or do you think we call it a day.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، عرض یہ ہے کہ ہاؤس کا business یہ تھا۔---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، تھا،لیکن وہ آپ نے ہی فیصلہ کیا تھا۔ آپ نے point out کیا۔ آپ نے صحیح point out کیا۔ مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل ، یعنی Rules of Procedure and Conduct of Business جو تھا اس کے مطابق کیا۔ یہ Privilege Motion تھا یا یہ Adjournment Motion تھا۔---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، نہیں آگے بھی تھا۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل ، ہماری اس میں بھی ایک surprise ہے یہ تو آئین اور rules کے'---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ نے یہ سوال raise کیا' سومرو صاحب نے کہا نہیں وہ مسائل زیادہ اہم ہیں اور سب نے concede کیا۔ میں بالکل آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔But we honour this. I wish we honour these rules not misuse ہم rules کے ساتھ سارے اچھے verb سے آتے ہیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، آپ مجھے پیش کرنے دیں تاکہ یہ ریکارڈ پر آ جائے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: مندوخیل صاحب پڑھ دیں تا کہ کل ہم we can take it.

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر: ٹھیک ہے جی۔ We take it tomorrow. Agreed.

ADJOURNMENT MOTION RE: TERMINATION OF CONTRACT EMPLOYEES IN PIA

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! بڑی مہربانی، شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

It has been reported in the print media that PIA has terminated the services of 135 contract employees without giving any reason or notice. It has further reported that the employees received their dismissal orders even on their duty times. The matter is of public interest and has caused grave concern amongst the general public which needs discussion on the floor of the House, adjourning the business of the Senate forthwith.

Press report published in the "Daily Jinnah" dated the 9th january, 2007 is enclosed for ready reference. Thank you.

Mr. Presiding Officer: Then I think, remaining debate will be taken....

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, apart from Mr. Mandokhail, this motion has also been moved by myself, Senator Farooq Ahmad Naik, Senator Muhammad Enver Baig, Senator Rukhsana Zuberi, Senator Professor Khurshid Ahmad and Senator Safdar Ali Abbasi.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! I oppose it. پہلے oppose کرنا پڑتا ہے۔ باقی بحث کل کر لیں گے۔

Mr. Presiding Officer: The question of admissibility will be

decided tomorrow.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل : میرے علاوہ یہ تحریک نواب محمد ایاز خان جوگیزئی اور رضا محمد رضا بھی پیش کرتے ہیں۔

Mr. Presiding Officer: OK. The question of admissibility would be determined tomorrow.

سینیٹر کلثوم پروین: جناب والا! میری بھی ایک تحریک ہے اور میں بھی اسے پیش کرنا چاہتی ہوں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر : کلثوم صاحبہ! آپ ہی مان جائیں۔ The House will adjourn...

(مداخلت)

سینیٹر کلثوم پروین : جناب والا! شیر افگن صاحب کو جانے دیں، یہاں آغا صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر : شیر افگن صاحب، ہاں نہیں کر رہے ہیں۔

سینیٹر کلثوم پروین : آغا صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔۔

سینیٹر کامل علی آغا : میں ان کے ساتھ ہوں۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر : جی۔

MOTION RE: AGRICULTURE POLICY OF GOVERNMENT.

Senator Kalsoom Perveen: Sir, I move that this House may discuss Agriculture Policy of the Government with the particular effect to the price of fertilizer and pesticides in the country.

Mr. Presiding Officer: The motion has been moved by the

Senator Kalsoom Perveen that Agriculture Policy may be discussed in the House. On the motion, discussion is deferred till next Private Members Day. Now, the House is adjourned to meet again tomorrow at 4 P.M. Thank you very much.

[The House was then adjourned to meet again at 5 O' clock in the evening on Tuesday, the 23rd January, 2007]